ماہنامہ
احمدیہ
گزٹ
کینیڈا

فروری 2017ء

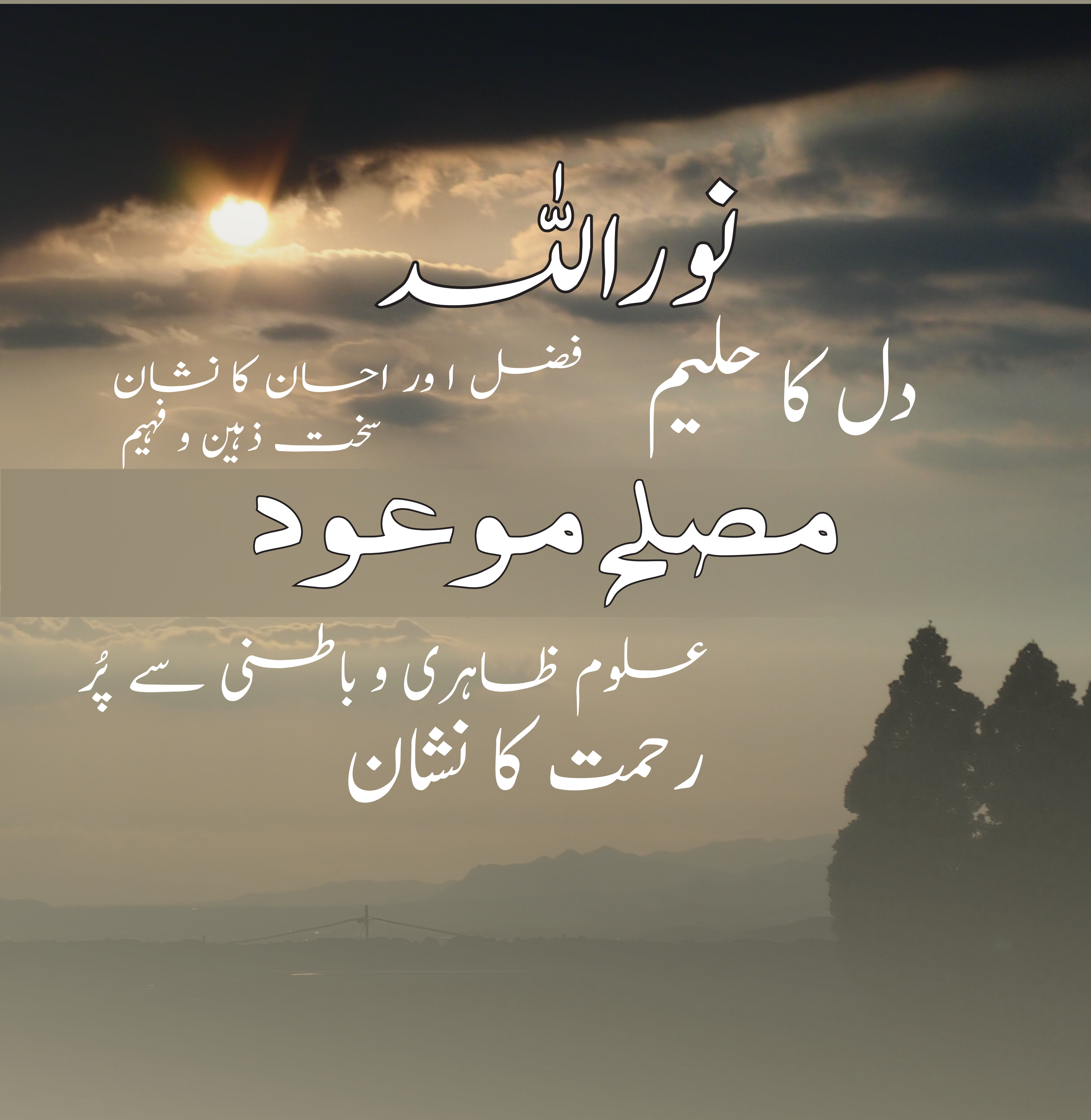

پیش گوئی مصلح موعود

سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ’’مصلح موعود‘‘ کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

’’ بالہام اللہ تعالیٰ واعلامہ عزوجل خدائے رحیم وکریم بزرگ وبرتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہ وعزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر ۔ مظہر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان امراً مقضیاً ۔ ‘‘

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل صفحہ 100-102)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

فروری 2017ء   جلد نمبر 46   شمارہ 2

مصلح موعود نمبر

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصے	4
☆	حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر کا تعارف اور محاسن ازمکرم جمیل احمد بٹ صاحب	6
☆	تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2016ء : آنحضرت ﷺ حقوق نسواں کے محافظ ازمکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب	10
☆	درثمین میں اردو تلمیحات ازمکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب	15
☆	کینیڈا کے نیشنل مساجد فنڈ میں مالی قربانیوں کی تحریک مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	19
☆	یادرفتگان: میری امی ۔ نجمہ یونس ازمکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب	20
☆	مکرم ومحترم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب وفات پا گئے ۔	22
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	24
☆	تصاویر: شعبہ تصاویر کینیڈا اور بعض دوسرے	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَ یُّھَاالنَّاسُ اِنَّاخَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍوَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○

(سورة الحجرات 14:49)

اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ عَنْ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنَنِى اَلنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَافَقِهُوْا۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب احادیث الانبیاء ۔جلد 6۔ نمبر شمار 3383 ، صفحہ 298)

عبید بن اسماعیل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابو اسامہ سے، ابو اسامہ نے عبید اللہ (عمر) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: سعید بن ابی سعید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ فرمایا: ان میں سے وہ جس نے سب سے بڑھ کر اللہ کا تقویٰ اختیار کیا۔ لوگوں نے کہا: اس کے متعلق آپؐ سے نہیں پوچھ رہے۔ آپؐ نے فرمایا: پھر لوگوں میں سب سے بڑھ کر شریف یوسف ہیں جو اللہ کے نبی، نبی اللہ کے بیٹے، نبی اللہ کے پوتے اور خلیل اللہ (حبیب خدا) کے پڑپوتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اس کے متعلق بھی ہم آپؐ سے نہیں پوچھتے۔ آپؐ نے فرمایا: تو کیا پھر تم مجھ سے عربوں کے خاندانوں کی نسبت پوچھتے ہو؟ لوگ بھی کانیں ہیں۔ ان میں سے جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں، بشرطیکہ دین سیکھیں اور سمجھیں۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

انزالِ رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے طریق

سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20 فروری 1886ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں ''مصلح موعود'' کے بارہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

''خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں۔

(1) اوّل یہ کہ کوئی مصیبت اور غم واندوہ نازل کرکے صبر کرنے والوں پر بخشش اور رحمت کے دروازے کھولے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَo اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَo (سورۃ البقرۃ 2 :156-158) (الجزو نمبر 2) یعنی ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم مومنوں پر طرح طرح کی مصیبتیں ڈالا کرتے تھے اور صبر کرنے والوں پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہیں انہیں پر کھولی جاتی ہیں جو صبر کرتے ہیں۔

(2) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے۔ تا ان کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔ پس اول اس نے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بھیجا تا **بشر الصابرین** کا سامان مومنوں کے لئے طیار کرکے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے۔ ....''

اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کے لئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے 10 جولائی 1888ء کے اشتہار میں اس کے بارے میں پیش گوئی کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام 'محمود' بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا **یخلق اللہ مایشاء**۔''

(سبز اشتہار۔ روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 461-463 حاشیہ)

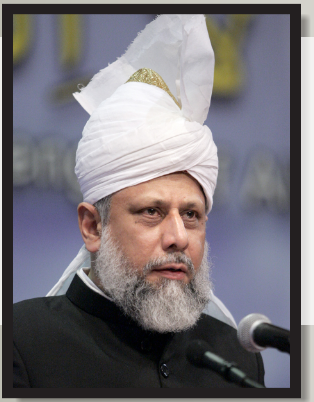

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

خطباتِ جمعہ کے خلاصے

مرتبہ: وکالتِ علیا تحریکِ جدید ربوہ

خطبہ جمعہ فرمودہ 23 دسمبر 2016ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جماعت احمدیہ کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں، ہمیشہ سے خدا کی جماعتوں کی مخالفت شیاطین اور زمانہ کے علماء کرتے ہیں۔قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نبی کی مخالفت ہوتی ہے۔ مثلاً ہم نے ہر جن اور سرکشوں میں سے ہر ایک کا دشمن بنا دیا اور وہ بعض کو بعض ملمع کی ہوئی باتیں دلوں میں ڈالتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا یہ سرکش علماء دین کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اور عوام الناس کو بھڑکاتے ہیں۔بعض لیڈر بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں سختی سے جواب دینا چاہئے۔ یہ جہالت کی بات ہے اور نہایت غلط سوچ ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تعلیم کو بھول گئے ہیں کہ ہم نے سختی کا جواب سختی سے نہیں بلکہ صبر، نرمی اور دعاؤں سے دینا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امن کا شہزادہ بن کر آنا تھا۔ اور آپؑ نے ماننے والوں کو کہہ دیا تھا کہ میرے راستے آسان نہیں ہیں۔ان میں سختیاں ہیں۔یہاں جذبات کو بھی مارنا ہوگا اور جانی و مالی نقصان کو بھی برداشت کرنا ہوگا۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعدد اقتباسات کی روشنی میں اس بات کو پیش کیا کہ ہمارا اصل مقابلہ ہتھیاروں سے نہیں بلکہ دعاؤں سے ہے۔

حضور نے فرمایا دوسرے مسلمان تو بغیر راہنما کے ہیں، اس لئے ان کا یہ حال ہے کہ لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ اور شان اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور آپؑ کی جماعت سے مقدر ہے۔ غلبہ اور فتح کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر چلتے ہوئے تقویٰ پیدا کیا جائے۔ اسی طرح ہمیں نور اور وہ طاقتیں عطا ہوں گی جن کا مقابلہ کوئی دنیوی طاقت نہیں کرسکتی۔اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں یہی فرمایا ہے کہ ان اکرمکم عندالله اتقاکم۔ ہمارے عمل اگر اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں تو تقویٰ نہیں ہے۔ اس صورت میں ہمیں اپنے تقویٰ کی فکر کرنی چاہئے۔ نامساعد حالات میں اگر زمانہ کے امام کی ہدایات پر عمل نہیں کر رہے تو ہم اس نور سے دور چلے جائیں گے۔

پس ہمیں پہلے اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیا ہماری دعائیں ایسی ہیں جیسا خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ تو پھر ہم کو یقین ہونا چاہیے کہ اس کی مدد قریب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارے لئے ملک بھی بنائے گا اور ہمارے لئے زمینیں بھی ہموار کرے گا۔ اور اگر اس سے ہٹ کر حاصل کرنا چاہیں گے تو کچھ نہیں ملے گا۔ اسلام کی خدمت اب مقدر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کی جماعت کے ذریعہ سے اور یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہم اس کے بھیجے ہوئے کے نقش قدم پر چلیں۔ ورنہ دنیاوی لحاظ سے جتنی کوشش کرلیں ہمارے پاس نہ طاقت ہے نہ وسائل ہیں نہ ذرائع۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ جو لوگ ایمان لائے اور دنیاوی ملونی سے پاک ہیں وہ لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں یہی ہیں جن کے صدق کے قدم ہیں۔ پس اس صدق کے قدم پر چلنے کی ضرورت ہے، تا کہ ان فتوحات کے نظارے ہم دیکھ سکیں جو آپؑ کے ساتھ وابستہ اور مقدر ہیں۔ یہ ابتلا کا دور ختم ہونے والا دور ہے۔اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھانے اور مسلسل بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے تا کہ سب دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ اس جماعت نے بڑھنا ہے اور پھلنا اور پھولنا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت اس کو ختم نہیں کرسکتی۔

اللہ تعالیٰ کرے ہم میں سے ہر ایک اس درخت کی پھلنے پھولنے والی شاخ بن جائے اور آپؑ کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں اور صبر اور دعا کے ساتھ دشمن کے ہر حملہ کو ناکام ونامراد کرتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین۔

آخر پر حضورِ انور نے دوالمیال حادثہ میں شہید ہونے والے مکرم ملک خالد جاوید صاحب کی نماز جنازہ غائب کا اعلان کرتے ہوئے ان کی متعدد خوبیوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ آپ نے اپنے بیٹے حافظ سبحان ایوب کو قرآن حفظ کروایا۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 30 دسمبر 2016ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں رائج کیلنڈر کے مطابق دو دن بعد انشا اللہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ دنیا والے تو گزشتہ سال کا اختتام بھی بیہودہ طریقہ سے کرتے ہیں اور نئے سال کا آغاز بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دینی آنکھ اندھی ہو چکی ہے۔ مومن کو ان لغویات سے نہ صرف بچنا چاہئے بلکہ اپنے گزرے سال پر اپنا دینی اور روحانی محاسبہ کرنا چاہئے کہ کیا پایا اور کیا کھویا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا نہیں۔

پس ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز جائزہ اور

دعاؤں سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔

اگر کمزوریاں رہ گئیں اور جائزہ تسلی بخش نہیں ہے تو یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا نہ ہو۔ اور ہمارا ہر قدم اللہ کی رضا میں اٹھنے والا ہو۔ ہمارا ہر دن اسوہ رسول ﷺ پر چلنے والا ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا ہم نے گزرے سال میں شرک سے اجتناب کا وعدہ پورا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ توحید صرف اس چیز کا نام نہیں کہ منہ سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا جائے جب کہ دل میں ہزار بت ہوں۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سارا سال جھوٹ سے پاک ہونے پر گزرا؟ کیا ہم نے اپنے آپ کو ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ جو خیالات کو گندا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں ان سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے؟ کیا بدنظری سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے گناہ سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے اپنے آپ کو ظلم سے بچایا ہے یعنی کسی کا مال ناجائز طور پر تو نہیں لیا؟ کیا فساد سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ چغل خوری کرنے والے فسادی ہیں، محبت کرنے والوں کے درمیان جو بگاڑ پیدا کرتے ہیں، وہ فسادی ہیں، کیا ہم نفسانی جوشوں سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے، پھر کیا ہم پانچ وقت نمازیں پڑھتے رہے ہیں؟ کیا نماز تہجد پڑھنے کی طرف توجہ رہی؟ اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔

پھر ہم نے سوال کرنا ہے کہ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد بھیجنے کی باقاعدہ کوشش کرتے ہیں۔ باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے ہیں۔ کیا ہم دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچے ہیں۔ عاجزی ہمارا امتیاز رہا ہے۔ خوشی غمی اور تنگی و آسائش میں خدا سے وفا کی ہے، شکوہ تو نہیں پیدا ہوا، ہر قسم کی رسوم سے بچے ہیں۔ جو بدعات کی طرف لے جاتی ہیں۔ کیا قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟ کیا ہم اس عہد پر قائم رہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کریں گے؟ کیا ہم خلافت سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس طرف توجہ کرواتے رہے ہیں۔

اگر تو ان سوالوں کے اکثر جواب مثبت ہیں تو ہم نے باوجود کمزوریوں کے بہت کچھ حاصل کیا۔ اگر ان سوالوں کے جواب منفی میں ہیں تو پھر ہمیں فکر سے نئے سال میں داخل ہوتے ہوئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔

پھر حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش فرمائے جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنی جماعت سے کیا توقعات تھیں اور نیکی کے کس معیار پر آپ ہمیں دیکھنا چاہتے تھے۔

حضور انور نے آخر پر پھر دعا فرمائی کہ اللہ کرے کہ ہم اس نصیحت کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی گزارنے والے ہوں عہد بیعت کو پورا کرنے والے ہوں، زندگیاں خدا کی رضا کے حصول میں گزرنے والی ہوں۔ نیا سال برکتوں کے ساتھ آئے اور دشمنوں کے تمام منصوبے ناکام اور نامراد کرتے ہوئے تمام احمدیوں کو امن میں رکھے۔ خصوصاً پاکستان اور الجزائر میں جو حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے۔ آمین

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جنوری 2017ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

کہ انسان دنیا میں مختلف مقاصد کے لئے مال خرچ کرتا ہے لیکن آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہے جو پوری دنیا میں ایک مقصد کے لئے اپنے اموال پیش کر رہی ہے اور وہ مقصد بھی دینی مقصد ہے۔ یہ جماعت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے جو اسلام کی ترقی کے لئے اپنا مال خرچ کر رہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو مالی قربانی کا حقیقی ادراک عطا فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ پر فرمایا کہ میں بار بار تاکید کرتا ہوں کہ مالی قربانی کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اس وقت اسلام مظلوم ہے۔ جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا ہم اسلام کے لئے قدم نہ اٹھائیں۔ اسی غرض کے لئے تو خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو قائم کیا ہے۔ فرمایا کہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو شخص اللہ کے لئے دے گا دنیا میں ہی خدا اسے بہت کچھ دے گا اور آخرت میں بھی اجر پائے گا۔ یقیناً آپؑ کے صحابہؓ نے اس بات کو سمجھا اور اپنے اموال کو ان مقاصد کے لئے پیش کیا اور ان کا ذکر بھی حضور علیہ السلام نے متعدد جگہ پر فرمایا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس جماعت میں مالی قربانی اب نہایت مستحکم ہو چکی ہے اور نئے آنے والے بھی حیرت انگیز قربانیاں کر رہے ہیں۔ وہ اس قرآنی تعلیم پر عمل کرتے ہیں کہ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال اللہ کی رضا کی خاطر چاہتے ہوئے خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ غریب لوگوں کی قربانی بھی جماعتی ترقی کے لئے بے شمار پھل لاتی ہے اور دنیا حیران ہوتی ہے کہ ان محدود وسائل سے ہم اتنا کام کیسے کر لیتے ہیں۔ جب مقصد اللہ کی رضا ہو تو پھل بھی بہت لگتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کے مختلف احمدیوں کی مثالیں پیش کیں کہ کس طرح وہ اللہ کی راہ میں مالی قربانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر روز ہم دیکھ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نئے لوگ عطا کر رہا اور وہ اپنی قربانیوں میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ان لوگوں کے لئے فکر کا مقام بھی ہے جو آسائش میں رہتے ہیں، امیر ملکوں میں رہتے ہیں اور باوجود اس کے ان کی قربانیاں معمولی ہوتی ہیں۔ ان لوگوں کو قربانیاں دینی چاہئیں اور اس میں بڑھنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ جیسے کہ عام طریق ہے، میں آج وقف جدید کے ساٹھویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اس سال کل آمد 80 لاکھ 20 ہزار پاؤنڈ ہے جو گزشتہ سال سے تقریباً 12 ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ پاکستان پہلے نمبر پر ہے جس کے بعد ہے یو کے، جرمنی، امریکہ، کینیڈا، ہندوستان، آسٹریلیا، پھر مشرقِ وسطی کی ایک جماعت ہے۔ پھر انڈونیشیا، پھر دسویں نمبر پر گھانا ہے۔ کل 13 لاکھ 40 ہزار لوگوں نے اس سال وقفِ جدید میں شمولیت کی جو پچھلے سال سے ایک لاکھ 50 ہزار زیادہ ہے۔

حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانیاں کرنے والوں کی قربانی قبول فرمائے اور انہیں مزید آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر پر حضورِ انور نے دو نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ مکرمہ اسماء طاہرہ صاحبہ، کینیڈا اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب مرحوم جو حضورِ انور ایدہ اللہ کی ممانی تھیں اور مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب، لاہور پاکستان جنہوں نے جماعت کے لئے بے شمار خدمات پیش کیں۔ حضور انور نے ان کی بے شمار اوصاف کریمانہ کا ذکر فرمایا۔ اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
تفسیرِ کبیر کا تعارف اور محاسن

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

امت کے موعود مسیح اور مہدی کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے جو علامات بیان فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ یتزوج ویولدلہ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزولِ عیسیٰ) ترجمہ: وہ (مسیح موعود) شادی کرے گا اور اس کو اولاد دی جائے گی۔

وقت آنے پر اس پیش خبری کی تفصیل اللہ تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام فرمائی اور رحمت کے طور پر دئے جانے والے اس موعود بچے کی ایک غرض یہ قرار دی کہ:

’تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو‘۔
(مجموعہ اشتہارات۔ جلد اوّل، صفحہ نمبر ۹۵ بار دوم ربوہ)

تدبیرِ الٰہی

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ علمِ الٰہی میں اس پیشگوئی کے مصداق تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیش خبری کے اس مقصد کی تکمیل کے لئے خود اپنی جناب سے قرآنِ کریم کا علم اور عرفان عطا فرمایا جس کا آغاز اوائل عمری میں ہی ہو گیا تھا جیسا کہ آپؓ نے خود ذکر فرمایا:

’مَیں چھوٹا ہی تھا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا۔ ... فرشتہ نے مجھے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کی۔ ...جب وہ ختم کر چکا تو میری آنکھ کھل گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو مَیں نے دیکھا کہ اس تفسیر کی ایک دو باتیں مجھے یاد تھیں لیکن معاً بعد مَیں سو گیا اور جب اٹھا تو کوئی حصہ بھی یاد نہ تھا اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے ایک مجلس میں اس سورۃ پر کچھ بولنا پڑا اور مَیں نے دیکھا کہ اس کے نئے نئے مطالب میرے ذہن میں نازل ہو رہے ہیں اور مَیں سمجھ گیا کہ فرشتہ کے تفسیر سکھانے کا یہی مطلب تھا چنانچہ اس وقت سے لے کر آج تک ہمیشہ اس سورۃ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔‘‘
(تفسیرِ کبیر از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جلد اوّل۔ ربوہ: نظارت اشاعت، صفحہ 6)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم القرآن کا یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہا جیسا کہ ایک اور موقع پر آپؓ نے فرمایا:

’’قرآنِ کریم کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں مضامین ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے القاء اور الہام کے طور پر مجھے سمجھائے ہیں اور مَیں اس بارہ میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اس نے کئی ایسی آیات جو مجھ پر واضح نہیں تھیں ان کے معانی بطور وحی یا القاء میرے دل پر نازل کئے اور اس طرح اپنے خاص علوم سے اس نے مجھے بہرہ ور کیا۔ مثال کے طور پر سورۃ بقرہ کی ترتیب کو پیش کرتا ہوں۔ مَیں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ یکدم مجھے القاء ہوا کہ فلاں آیت اس کی کنجی ہے اور جب مَیں نے غور کیا تو اس کی تمام ترتیب مجھ پر روشن ہو گئی۔ اسی طرح سورۂ فاتحہ کے مضامین مجھے القاءً اور الہاماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے رویاء میں بتائے گئے تھے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے میرا سینہ سورۂ فاتحہ کے حقائق سے لبریز فرمایا۔ قرآنِ کریم کی ترتیبیں بیسوں آیات کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء مجھے سمجھائی گی ہیں۔‘‘
(تفسیرِ کبیر۔ جلد ہشتم، صفحہ 483)

اشاعتِ علمِ قرآن

اس خداداد علم کو آپ نے خوب نشر کیا۔ وسط فروری 1910ء میں بعمر 21 سال آپ نے قرآن مجید کا اولیں درس دیا۔
(الحکم 21 فروری 1910ء بحوالہ تاریخِ احمدیت جلد نمبر 3 از مولانا دوست محمد صاحب شاہد صفحہ نمبر 314 نیا ایڈیشن)

اور 1962ء میں آپؓ کی تفسیرِ کبیر کی آخری جلد شائع ہوئی۔

یوں اشاعتِ علمِ قرآن کی یہ تاریخ نصف صدی پر محیط ہے۔ اس عرصہ میں درسِ قرآن کے جاری سلسلے، کم و بیش دو ہزار خطباتِ جمعہ، عیدین کے خطبات، جلسہ ہائے سالانہ، دیگر تقاریب اور جلسوں میں ہزار ہا پر معارف تقاریر میں آپ نے قرآن مجید کے مضامین بیان فرمائے۔ بڑی تعداد میں مختلف النوع مضامین پر مشتمل آپ کی مستقل تصانیف بھی اسی طرح قرآنی انوار سے پُر ہیں۔ ان سب پر مستزاد تفسیرِ صغیر اور تفسیرِ کبیر ہیں۔

تفسیرِ صغیر

حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عمر میں جبکہ کمزوریٔ صحت کے سبب ڈاکٹر آپ کو آرام کا مشورہ دے رہے تھے قرآنِ کریم کے ایک با محاورہ اور سلیس ترجمہ کے بڑے کام کا بیڑا اٹھایا اور عربی زبان کی باریکیوں اور قواعد کے اندر رہ کر ایسا مربوط اور مسلسل ترجمہ کیا اور ساتھ حسبِ ضرورت مختصر تفسیر بھی کہ ہر کوئی اسے پڑھ کر قرآنِ کریم کے حسن کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی بار دسمبر 1957ء میں شائع ہوا۔

تفسیرِ کبیر

تفسیرِ کبیر حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبحرِ علمی، فہمِ قرآن اور بے انت خداداد علم و عرفان کی حیرت انگیز مظہر ہے۔ اس کا مطالعہ ہر قاری کو جہاں ایک طرف قرآنِ کریم کے بے پایاں بحرِ علم سے ہم کنار کرتا رہے وہیں قرآنی اصول مندرجہ سورۃ واقعہ 56 آیت 80 کے تابع کہ ’’اس کے اعلیٰ درجہ کے مخفی اسرار صرف ان پر ظاہر کئے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاک کئے گئے ہوں۔‘‘
(قرآنِ کریم اردو ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ، صفحہ 990 حاشیہ)

حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزگی اور تعلق باللہ بھی اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 4 ستمبر 1906ء

کے ایک کشف کے ذکر میں فرمایا:

''ایک چوغہ زریں جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔''

پھر دیکھا:

''وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیرِ کبیر کہتے ہیں۔''

اس کشف کی تعبیر کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا:

''تفسیرِ کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجبِ عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم۔''

(تذکرہ۔ ربوہ: نظارت اشاعت، ایڈیشن چہارم، 2004ء صفحہ 566، 567)

حتمی طور پر اگر یہ نہ بھی کہا جا سکے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشف میں جو تفسیر کبیر دیکھی وہ یہی تھی جو بعد میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمائی لیکن اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ کی یہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کے لئے بے حد موجبِ عزت اور زینت ہوئی۔

تفسیر کبیر کا کچھ تعارف
حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی

تفسیر کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 'کچھ تفسیرِ کبیر کے متعلق' کے زیر عنوان ایک دیباچہ بھی تحریر فرمایا جس میں مندرج بہت سی باتیں ایسی تھیں جو تفسیرِ کبیر کا ایک منفرد تعارف ہیں۔ اس لئے اختصار سے ایسے چند نکات کا دھرانا مفید ہوگا۔

عطیۂ خداوندی

'اس تفسیر کا بہت سا مضمون میرے غور کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے مگر بہر حال چونکہ میرے دماغ نے بھی اس کام میں حصہ لیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ کوئی بات اس میں ایسی ہو جو قرآنِ کریم کے منشاء کو پورے طور پر واضح نہ کرتی ہو۔ اس لئے میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلام کی خوبیوں سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور انسانی غلطیوں کے نقصان سے محفوظ رکھے۔'

(صفحہ الف)

ترتیبِ مضامین

'انشاءاللہ تعالیٰ قرآنِ کریم کے معانی کا ایک سلسلہ پوری ترتیب کے ساتھ پڑھنے والے کی سمجھ میں آ جائے گا اور وہ کسی سورۃ یا کسی آیت کو بے جوڑ نہ سمجھے گا۔ ترتیب کا مضمون ان مضامین میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر سمجھائے ہیں۔'' (صفحہ الف)

سات بطن

قرآنِ کریم کے سات بطون کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے ایک ارشاد کی روشنی میں آپؓ نے فرمایا:

'قرآنِ کریم کی کوئی تفسیر جو سب معانی پر مشتمل ہو ناممکن ہے۔' (صفحہ ب)

ضرورتِ زمانہ کے مطابق

'اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرما کر موجودہ زمانے کی ضرورتوں کے متعلق بہت کچھ انکشاف فرمایا۔' (صفحہ ب)

گزشتہ مفسرین کی خدمات کا اعتراف

'پہلے مفسرین نے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق بہت بڑی خدمت قرآنِ کریم کی کی ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔'

(صفحہ ب)

آپ نے گزشتہ مفسرین میں سے علامہ ابن کثیر، صاحبِ محیط علامہ ابو حیان، صاحبِ کشاف علامہ زمخشری، طبری اور گزشتہ صدی کی تفسیر روح المعانی کا نام لے کر ذکر فرمایا۔ (صفحہ ب)

نیز لکھا:

'علامہ ابوالبقاء نے اعراب قرآن کے متعلق املاء ما من به الرحمن لکھ کر ایک احسانِ عظیم کیا ہے۔ ساتھ ہی آپ نے ان تفاسیر کی چار اصولی غلطیوں کی نشان دہی بھی فرمائی۔' (صفحہ ب)

تفسیرِ کبیر کے ماخذ

اپنی تفسیر کے ماخذوں میں آپ نے سب سے اوّل اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کہ:

'اسی نے اپنے فضل سے مجھے قرآنِ کریم کی سمجھ دی اور اس کے بہت سے علوم مجھ پر کھولے اور کھولتا رہتا ہے۔' (صفحہ ج)

ii۔ پھر آنحضرت ﷺ کا یہ حسین ذکر فرمایا: 'آپؐ نے قرآن کو اپنے نفس پر وارد کیا حتی کہ آپؐ قرآنِ مجسم ہو گئے۔ آپؐ کی ہر حرکت اور ہر سکون قرآن کی تفسیر تھے۔ آپؐ کا ہر خیال اور ہر ارادہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کا ہر احساس اور ہر ہر جذبہ قرآن کی تفسیر تھا۔ آپؐ کی آنکھوں کی چمک میں قرآنی نور کی بجلیاں تھیں اور آپؐ کے کلمات قرآن کے باغ کے پھول ہوتے تھے۔' (صفحہ ج)

iii۔ تیسرے نمبر پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے یہ روشن الفاظ لکھے:

'حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے بلند و بالا درخت کے گرد سے جھوٹی روایات کی اکاس بیل کو کاٹ پھینکا اور خدا سے مدد پا کر اس جنتی درخت کو سینچا اور پھر سرسبز و شاداب ہونے کا موقع دیا۔' (صفحہ ج)

iv۔ چوتھے نمبر پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولانا حکیم نور الدین بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ان محبت بھرے الفاظ میں فرمایا:

'مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کے علوم سے بہت کچھ دیا ہے اور حق یہ ہے کہ اس میں میرے فکر یا میری کوشش کا دخل نہیں۔ وہ صرف اس کے فضل سے ہے مگر اس فضل کے جذب کرنے میں حضرت استاذی المکرّم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت سا حصہ ہے۔ ... اس کے علوم کی چاٹ مجھے انہوں نے لگائی۔' (صفحہ ج)

(تفسیر کبیر۔ جلد سوم، صفحہ نمبر الف، ب، ج)

تفسیر کبیر لکھنے کی وجہ تسمیہ

تفسیرِ کبیر کی شائع ہونے والی پہلی جلد (موجودہ جلد سوم) کے متذکرہ بالا دیباچہ کے علاوہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر کی شائع ہونے والی چوتھی جلد کے لئے بھی ایک دیباچہ بعنوان 'کلام اللہ' رقم فرمایا۔ یہ جلد سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے ابتدائی نو رکوع پر مشتمل تھی (موجودہ جلد اوّل)۔ اس مختصر سے دیباچہ میں آپ نے اس تفسیر لکھنے کی یہ وجہ بیان فرمائی:

'میں نے اس امید کے ساتھ اس کلام اللہ کی تفسیر لکھی کہ جو لوگ عربی نہیں جانتے یا بدقسمتی سے اس کلام پر غور کرنے کا وقت نہیں پاتے یا جن کے دل میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ انہیں کلام اللہ سمجھنے کا موقع مل جائے اور اس کی اندرونی خوبیوں سے وہ واقف ہو جائیں۔'

(تفسیر کبیر، جلد اوّل ابتدائی تیسرا صفحہ (بلا نمبر)

تفسیرِ کبیر کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی غیر معمولی محنت

پانچ پاروں پر مشتمل تفسیر کبیر کی پہلی جلد دسمبر 1940ء میں

زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی۔ آپؓ نے اس کام میں اپنے استغراق اور محنت کا ذکر یوں فرمایا:

'اس کام کی وجہ سے دو ماہ سے انتہائی بوجھ مجھ پر اور ایک ماہ سے میرے ساتھ دوسرے کام کرنے والوں پر پڑا ہے۔ یہ بوجھ عام انسانی طاقت سے بڑھا ہوا ہے اور زیادہ دیر تک برداشت کرنا مشکل ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور تصرف نہ ہو۔'

(خطباتِ محمودؓ۔ ربوہ: فضلِ عمر فاؤنڈیشن، جلد 21، صفحہ 474)

مجموعی طور پر تفسیرِ کبیر کے لکھنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عرصہ تک بے انتہا محنت کی اور بسا اوقات آپ صبح آٹھ بجے سے لے کر رات کے چار بجے تک اس کام میں منہمک رہتے۔ آپؓ کی اہلیہ حضرت سیّدہ امِ متین صاحبہ نے اس بارے میں یہ گواہی دی:

'جن دنوں میں تفسیرِ کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا، نہ سونے کا، نہ کھانے کا۔ بس ایک دھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھتے تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہو گئی۔'

(روزنامہ الفضل ربوہ 27 مارچ 1966ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ ربوہ: نظارت اشاعت، نیا ایڈیشن، جلد 8، صفحہ 130)

حضرت مصلح موعودؓ کا تفسیرِ کبیر کی اشاعت کے اخراجات مہیا فرمانا

آخری پارہ کی تفسیر تین جلدوں میں شائع ہوئی۔ جن کی اشاعت کے لئے آپ نے دس ہزار روپے مرحمت فرمائے۔ اس کا ذکر آپؓ نے مختصر دیباچہ میں یوں فرمایا:

"پارہ عم کی تفسیر کی طباعت کے لئے میں نے دس ہزار روپیہ دیا ہے اور یہ پارہ اس رقم سے شائع کیا جائے گا۔ یہ رقم اور اس کا منافع بطور صدقہ جاریہ میری مرحومہ بیوی مریم بیگم امِ طاہر غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَ اَحْسَنَ مَثْوٰھَا کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف رہے گی۔"

(تفسیرِ کبیر، جلد ہشتم۔ ربوہ: نظارت اشاعت، ٹائٹل کا اندرونی صفحہ)

تفسیرِ کبیر کے مسودات کا فکر

آخری پارہ کی تیسری جلد ابھی شائع ہونی تھی کہ تقسیم ملک کا واقعہ ہو گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تفسیرِ کبیر کے مسودات کا جو فکر تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ 31 اگست 1947ء کو پاکستان پہنچنے کے چوتھے دن ہی آپؓ نے امیر مقامی قادیان کو جو ہدایات بھجوائیں ان میں تفسیرِ کبیر کے بارے میں یہ ہدایت تھی:

"جو کنوائے (convey) آئے گا اس کے ساتھ تفسیر کے تین بکس دفتر سے ضرور بھجوا دیں مولوی محمد یعقوب صاحب کو تاکہ دو چار دن میں تفسیر کی آخری جلد مکمل کر دوں تاکہ اس طرف سے دلجمعی ہو جائے۔ باقی کام ہوتا رہے گا۔ کون شخص ہے جس نے سارے دنیا کے کام کئے ہوں۔"

(تاریخِ احمدیت از دوست محمد صاحب شاہد۔ نیا ایڈیشن، ربوہ: نظارتِ اشاعت، جلد 8، صفحہ 145)

تفسیرِ کبیر کی اشاعت کا مجموعی نقشہ

اوّل بار 22 سالوں کے دوران تفسیرِ کبیر کی 5907 صفحات پر مشتمل 11 جلدیں شائع ہوئیں جن میں قرآنِ کریم کے 13 پاروں پر پھیلی 59 سورتوں کی تفسیر بیان ہوئی۔

پہلی جلد دسمبر 1940ء میں تفسیرِ کبیر جلد سوم کے نام کے تحت شائع ہوئی۔ اور آخری 1962ء میں۔ پہلی تین جلدوں کے علاوہ تمام جلدیں پاکستان میں شائع ہوئیں اور پہلی جلد کے علاوہ تمام تفسیرِ کبیر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعویٰ مصلح موعود کے بعد شائع ہوئی۔

تفسیرِ کبیر کے شائع ہونے کی ترتیب درج ذیل تھی۔

پہلے گیارھویں سے پندرھویں پارے، پھر آخری پارے کی دو جلدیں پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے ۹ رکوع پر مشتمل حصہ، پھر آخری پارہ کی مزید دو جلدیں، پھر سولھویں سے بیسویں پارے تک کی چار جلدیں اور آخر میں سورۃ بقرہ کے دسویں رکوع سے آخر تک کا حصہ۔

تفسیرِ کبیر میں درج ذیل پارے شامل ہوئے۔

پہلے دو پارے، تیسرے پارے کے ابتدائی 8 رکوع، ابتدائی 5 رکوع کے علاوہ گیارھویں پارے سے 21 پارے کے ابتدائی 3 رکوع تک مسلسل اور آخری پارہ۔

تفسیرِ کبیر میں درج ذیل سورتیں تھیں۔

سورۃ فاتحہ (1)، سورۃ بقرہ (2)، سورۃ یونس (10) سے سورۃ عنکبوت (29) اور سورۃ النبا (78) سے سورۃ الناس (114) تک

بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کے ارشاد کی تعمیل پر نظارتِ اشاعت ربوہ نے تفسیرِ کبیر کی ان تمام جلدوں کو قرآنی ترتیب کے مطابق دس جلدوں میں شائع کیا اور اب مزید ایڈیشن اور دیگر زبانوں میں تراجم اسی سے شائع ہو رہے ہیں۔

تفسیرِ کبیر کے بنیادی اصول

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر میں یہ بنیادی اصول ملحوظ رکھے گئے ہیں کہ قرآن خود اپنی تفسیر کرتا ہے اس میں کوئی تضاد نہیں اور اس کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ ان اصولوں کے تابع قرآنِ کریم میں ایک جیسے مضمون کی آیات ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں اور مجموعی مضمون واضح ہو جاتا ہے۔ پھر مختلف آیات کریمہ سے متعلق احادیث رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشادات مع ضروری حوالہ جات درج ہیں۔

اسی طرح اس تفسیر میں عربی الفاظ کے وہی معنی اختیار کئے گئے ہیں جن کی لغت اجازت دیتی ہے اور اس غرض سے عربی زبان کی مستند لغات تاج العروس، المنجد، کلیات ابوالبقاء، اقرب الموارد، لسان العرب اور قاموس کو استعمال کیا گیا ہے اور ہر آیت سے پہلے حل لغات کے تحت ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔

تفسیرِ کبیر کے متنوّع مضامین

قرآن کریم کے جن مشکل مقامات اور مضامین کی وضاحت تفسیرِ کبیر میں ملتی ہے اس کی ایک طویل فہرست بن سکتی ہے جن کا ذکر آپ کے فاضل سوانح نگاروں نے اپنے مضامین اور کتب میں کیا ہے۔ ایسی دو تحریریں درج ذیل ہیں۔

منّ و سلویٰ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت اور گزرگاہ، اصحاب کہف، عرشِ الٰہی، کلام الٰہی کے امتیاز اور شجرۂ طیبہ سے مماثلت، قوم عاد، قومِ ثمود، قومِ مدین اور دوسری پرانی اقوام کے متعلق تحقیق، ترتیبِ نزول و موجودہ ترتیب میں اختلاف کی حکمت، پیدائش عالم و تخلیق آدم، آنحضرت ﷺ کا عظیم الشان مقام، مسئلہ ارتقاء، آئندہ زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیش خبریاں، فلسفہ حلت و حرمت، قرآنی تمثیلات و استعارات کی پُر حکمت تشریح، مقطعات، جن و انس کی حقیقت، شیطان اور سجدۂ آدم، ذوالقرنین کے متعلق تحقیق، قرآنی قسمیں وغیرہ۔

(سوانح فضلِ عمرؓ۔ جلد سوم از عبدالباسط شاہد۔ ربوہ: فضلِ عمر فاؤنڈیشن، صفحہ 156، 157)

برصغیر کے مشہور نقاد اور ادیب پروفیسر اختر اورینوی نے تفسیرِ کبیر کے دریائے مضامین میں سے چند کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

"قصصِ قرآن کی عارفانہ تعبیریں . . . علم و حکمت، روحانیت و عرفان ... تاریخ عالم، قوموں کے عروج و زوال، اسباب زوال، سامانِ عروج، نفسیاتِ اجتماعی، فرد و جماعت کے

روابط اور بندے کے اللہ سے تعلق کی اعلیٰ تحقیق و توضیح... معجزات، پیش گوئیاں، انبیاء اور غیر انبیاء کے خوابوں کے رموز، استعاراتِ قرآنی و مقطعات کی حقیقت، حکمت اور ایمان افروز تعبیریں... تعلیماتِ اسلامی کا فلسفہ... دوسرے مذاہب کی تعلیموں اور معروف فلسفوں سے موازنہ و مقابلہ وغیرہ۔''

(مجلۃ الجامعہ ربوہ۔ شمارہ 9 صفحہ 65 بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد صاحب۔ ربوہ: نظارت اشاعت، جلد 8، صفحہ 156)

تفسیرِ کبیر میں مذکور چند اعلیٰ نکات

مندرجہ بالا فہرستِ مضامین مکمل نہیں اور درحقیقت تفسیر کبیر میں مندرج مضامین کا احاطہ دقت طلب ہے۔ اور ان کا صحیح ادراک ان جلدوں کے مکمل مطالعہ سے ہی ممکن ہے۔ نمونتاً چند نکات درج ذیل ہیں۔

1۔ انبیاء کے ذکر کی قرآنی ترتیب کی حکمت

سورۂ مریم کی آیات 3 تا 56 میں انبیاء کا زمانہ مختلف ترتیب سے ذکر ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا پھر حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ اور اس پر عیسائیوں کے اعتراض کا کیا جواب ہے؟

یہ وہ لطیف مضمون ہے جو تفسیرِ کبیر جلد پنجم کے صفحات 262 تا 264 میں بیان ہوا ہے، جس کے آخر میں حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ:

''انبیاء کی ترتیب کے بارے میں یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے چنانچہ تیرہ سو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں بھی یہ مضمون بیان نہیں کیا گیا اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی صرف مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس نکتہ کو کھولا جس سے اس ترتیب کی حکمت اور اہمیت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔''

(تفسیر کبیر۔ ربوہ: نظارت اشاعت، جلد پنجم۔ صفحہ 264)

2۔ سورۂ بقرہ کی کلید تفسیر کی نشان دہی

''میرے دل پر القاء ہوا کہ یہ آیت (نمبر 130) اس سورۃ کے مضامین کی کنجی ہے اور اس سورۃ کے مضامین اس آیت کے مضامین کے مطابق اور اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں۔ ...

ان مضامین کو سامنے رکھ کر جب میں نے سورۃ بقرہ کو دیکھا تو اس کے مضامین کو لفظاً لفظاً ان مضامین کے مطابق پایا بلکہ میں نے دیکھا کہ وہ مضامین بیان بھی اسی ترتیب سے ہوئے ہیں جس ترتیب سے ان کا اس آیت میں ذکر ہے اور ہر حصہ میں اس آیت کے الفاظ کی طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے۔''

(تفسیر کبیر ربوہ: نظارت اشاعت، جلد اوّل، صفحہ 55)

3۔ حروفِ مقطعات

حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کی آراء، مغربی مصنفین کے کئے گئے معنوں کے ذکر اور پھر اپنی رائے کا اظہار اور اس کے دلائل اور ان کا دیگر حروفِ مقطعات پر اطلاق، اس سارے مضمون کو روزِ روشن کی طرح واضح کیا ہے۔

اس سلسلہ میں تفسیرِ کبیر جلد اوّل صفحہ نمبر 61 تا 70 ملاحظہ فرمائیں۔

4۔ دعا کے اصول

تفسیر کبیر میں سورۃ فاتحہ سے دعا کے متعلق سات اصول بیان ہوئے ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ جلد اوّل، صفحہ 4 تا 6)

ان کے بارے میں حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

''سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھتے وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئے مطالب اس سورۃ کے کھولے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سات اصولوں کا انکشاف ہوا جو دعا کے متعلق اس سورۃ میں بیان ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد اوّل، صفحہ 6)

تفسیر کبیر کے خصوصی اور منفرد محاسن

تفسیرِ کبیر کئی جہات سے ایک منفرد مقام کی حامل ہے اور اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور اس حیرت انگیز علم و عرفان کی مظہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور خدائی القاء سے لکھے ہوئے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو پڑھنے والوں کو قرآن کریم کی عظمت کے زندہ احساس سے بے خود کر دیتے ہیں اور زبان اس خدائے علیم کے ذکر سے تر ہو جاتی ہے جس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝ (سورۃ علق 96:6)

ان محاسن کا لطف ہر پڑھنے والا اپنے ذوق، علم اور معرفت کے مطابق اٹھاتا ہے اور اس لحاظ سے نہ ان کا کوئی شمار ہے اور نہ ان کی کوئی حد ہے۔ بطور مثال ایسے چند محاسن درج ذیل ہیں۔

(1) ضعیف روایات سے پاک

اگر کوئی دردمند قاری دیگر (دینی) تفاسیر میں شامل بائبل کی تاریخ اور دیگر ضعیف روایات کو پڑھنے کے بعد قرآن کریم کو تاریخ سے متصادم پاتا ہے تو اس کے لئے تفسیر کبیر کا یہ حسن اولیٰ ہے کہ اس میں ایسی روایات اور موسوی تاریخ کا علمِ آثارِ قدیمہ کے حوالے اور مستند تاریخ کی کسوٹی اور عقل و خرد کے پیمانے سے غلط ہونا ثابت کر کے ان آیات کی ایسی تفسیر بیان کی گئی ہے جو قرآن کا حقیقی منشاء ہے اور جس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

(2) ترتیب قرآن کا بیان

اگر کوئی قاری، مغربی مصنفین Rodwell, Thomas Carlyl وغیرہ کے ترتیب قرآن پر کئے گئے اعتراضات کا کوئی رد نہ پا کر دکھی رہتا ہے تو اس کے لئے تفسیر کبیر کی یہ خصوصیت مرہم کا کام دیتی ہے کہ اس میں اس بات کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا گیا کہ قرآن کریم میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے بلکہ آیتوں اور سورتوں کا ایک واضح ترتیب سے باہم مربوط ہونا بیان بھی ہوا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب الہامی ہے اور اس میں گہری حکمت اور ربط ہے۔ حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اس امر کو اپنا اصول ٹھہرا کر فرمایا ہے کہ:

''میرا ترجمہ اور میری تفسیر ہمیشہ ترتیبِ آیات اور ترتیبِ سور کے ماتحت ہوتی ہے۔''

(تقریر فرمودہ 28 دسمبر 1945ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان۔ انوار العلوم۔ ربوہ: فضل عمر فاؤنڈیشن۔ جلد 18، صفحہ 293)

بلکہ آپؓ نے اس ترتیب کو آیات کے حل کی کلید قرار دیا اور فرمایا:

''حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کی ترتیب کو مدنظر رکھا جائے اور اس پر غور اور تدبر کرنے کی عادت ڈالی جائے تو اس کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جاتی ہیں۔''

(تفسیر کبیر۔ جلد پنجم صفحہ 322، 323)

(جاری ہے)

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2016ء

آنحضرت ﷺ حقوقِ نسواں کے محافظ

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی

قرآن مجید میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(سورة الانبیاء 21 : 108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے دنیا کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

میری تقریر کا عنوان ہے آنحضرت ﷺ حقوقِ نسواں کے محافظ۔

حضرات! تاریخ عالم گواہ ہے کہ ظہورِ اسلام سے قبل عورت دنیا کے ہر معاشرے میں ظلم اور نا انصافی کی چکی میں پس رہی تھی۔ یونان میں، مصر میں، عراق میں، ہند اور چین میں غرضیکہ دنیا کی ہر قوم اور خطۂ ارض کے ہر حصے میں عورتوں پر ظلم کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے اور اُن کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا۔ لوگ اپنے عیش و عشرت کی غرض سے عورتوں کی خرید و فروخت کرتے اور اِن سے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا۔ عرب کا معاشرہ عورتوں کے متعلق متضاد رویوں کا حامل تھا۔ ایک طرف جنسی آزادی، مرد اور عورت کا آزادانہ میل جول تھا اور شراب اور گانے بجانے اِس معاشرے کی نمایاں خصوصیات تھیں جبکہ دوسری طرف عرب کے بعض قبائل عورت کو موجبِ عار سمجھتے اور اپنی لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے۔ تعدد ازدواج کی کوئی حد نہ تھی۔ مرد جتنی چاہے شادیاں کر سکتا تھا۔ بعض اوقات بیٹا اپنے باپ کی منکوحہ پر وارث کے طور پر قابض ہو جاتا اور لوگ ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے بھی شادی کر لیتے تھے۔ عورتوں کو ورثہ نہ ملتا تھا۔ اگر کسی کی نرینہ اولاد نہ ہوتی تو سب ترکہ اُس کے بھائی لے جاتے اور بیٹیاں اور بیوی خالی ہاتھ رہ جاتیں۔ ہندوستان میں شوہر کی چتا پر اُس کی بیوہ کو زندہ جلایا جاتا تھا۔ جو اِس ظلم سے بچ جاتی اُس کا دوبارہ شادی کرنا ایک برائی اور گناہ تصور کیا جاتا۔ بیوہ کو باقی ساری عمر سفید لباس میں زندگی گزارنا ہوتی اور اُسکا رنگدار لباس پہننا اور بننا سنورنا عیب خیال کیا جاتا۔ ہندو معاشرے میں عورت کو پاؤں کی جوتی تصور کیا جاتا تھا۔ بعض مذاہب عورت کو گناہ کا سر چشمہ اور معصیت کا دروازہ بلکہ مجسم گناہ خیال کرتے تھے۔

غرض دنیا کی زیادہ تر تہذیبوں میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اِسے حقیر و ذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا۔ اِس کے کوئی معاشی، سماجی اور سیاسی حقوق نہ تھے بلکہ یہ بعض بنیادی انسانی حقوق تک سے محروم تھی۔ عورت آزادانہ طریقے سے کوئی لین دین نہ کر سکتی تھی۔ یہ پہلے باپ، پھر شوہر اور اِس کے بعد اولادِ نرینہ کی تابع اور محکوم تھی۔ اِس کی اپنی کوئی مرضی نہ تھی اور نہ ہی اِسے کسی پر کوئی اقتدار حاصل تھا۔ یہاں تک کہ عورت کو فریاد کرنے کا بھی حق نہ تھا۔ بے شک بعض معاشروں میں مخصوص اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والی عورتیں اپنے قبیلے میں ایک نمایاں مقام رکھتی تھیں لیکن یہ بہت ہی استثنائی صورت تھی۔

یہ تھی بنتِ حوّا کی دنیا کے مختلف معاشروں میں صورتِ حال جب نبیوں کے سردار، محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ اِس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ جو دین لے کر آئے اُس نے معاشرتی زندگی کے ہر شعبے کے متعلق اعلیٰ درجے کی اور ہر پہلو سے مکمل تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اِن تعلیمات میں عورتوں کے حقوق کی بھی پوری طرح سے حفاظت کی گئی تھی اور اِس طرح سے آپ ﷺ نے دنیا میں پہلی دفعہ ظلم و ستم اور نا انصافی اور ناروا سلوک کی چکی میں پستی ہوئی اِس صنف نازک کو گویا فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا۔

اِس صورتِ حال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا اپنے منظوم کلام میں خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تُو آتی تھی

عورت ہونا تھی سخت خطا، تھے تجھ پر سارے جبر روا
یہ جرم نہ بخشا جاتا تھا، تا مرگ سزائیں پاتی تھی

گویا تُو کنکر پتھر تھی، احساس نہ تھا جذبات نہ تھے
توہین وہ اپنی یاد تو کر، ترکہ میں بانٹی جاتی تھی

وہ رحمتِ عالم آتا ہے تیرا حامی ہو جاتا ہے
تُو بھی انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے

اُن ظلموں سے چھڑواتا ہے
بھیج درود اُس محسن پر تُو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

اللھم صلِّ وَ بارک و سلم انَّک حمید مجید

اسلامی تعلیمات کا ماخذ، منبع اور سر چشمہ قرآن، حضور ﷺ کی سنّتِ اور احادیثِ ہیں اِس لئے تینوں ماٰخذ میں سے ہم جو بھی پیش کریں وہ سب دراصل آپ ﷺ کی ذات بابرکات کا ہی مرہون مِنّت ہے کیونکہ قرآن آپ پر نازل ہوا جس کی تعلیمات پر آپ نے خود عمل کر کے اپنے قول اور فعل سے دنیا کے سامنے پاکیزہ نمونے قائم کئے۔

ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کی حفاظت اور اِن سے حسن سلوک کی ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم پائی جاتی ہے کہ اِس کا عُشرِ عشیر بھی دنیا کا کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے اِس تعلیم پر خود عمل کر کے لوگوں کے سامنے عورتوں سے

حسنِ سلوک کی بے نظیر مثالیں قائم کیں۔

ہمارے آقا ومولا محسنِ انسانیت اور مجسم رحمتِ عالم ﷺ کو قرآن پاک کی صورت میں جو تعلیم ملی اُس میں اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کو بحیثیت انسان ایک ہی جنس قرار دیا اور یہ اعلان کیا کہ انسان ہونے کے ناطے ان میں کوئی فرق نہیں۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر یہ مضمون بیان ہوا ہے۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے اِسے یوں بیان فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔

(سورۃ النساء 4: 2)

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اُس کا جوڑا بنایا۔

حضرات! اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے یہ اعلان کیا کہ معاشرتی اور تمدنی زندگی میں جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں جن کا پھر مردوں کو خیال رکھنا ضروری ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(سورۃ البقرہ 2: 229)

ترجمہ: اور اُن (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں پر) اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں کا) اُن پر۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی دوسروں کے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا۔ ولھن مثل الذی علیھن، کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ ... چاہئے کہ بیویوں سے مردوں کا ایسا تعلق ہو کہ جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔“ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 417)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بھی بتایا گیا ”بہت لوگ خیال کرتے ہیں کہ عورتیں اُن کی کنیزیں ہیں۔ کنیزیں نہیں بلکہ اُن کی ساتھی ہیں۔“ (تذکرہ، صفحہ 675)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کے بارہ میں حضرت بانی اسلام ﷺ کے کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اسلام ہی ہے جس نے عورت کی انسانیت کو نمایاں کر کے دکھایا ہے اور رسولِ کریم ﷺ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عورتوں کی بلحاظ انسانیت برابر کے حقوق قائم کئے اور **ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف** کی تفسیر لوگوں کے خوب اچھی طرح ذہن نشین کی۔ آپ کے کلام میں عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق اور اُن کی قابلیتوں کے متعلق جس قدر ارشادات ہیں اُن کا دسواں حصہ بھی کسی مذہبی پیشوا کی تعلیم میں نہیں ملتا۔ یہی مطلب ہے حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَاءُ کا یعنی عورتوں کی قدردانی اور اُن کی خوبیوں کا احساس میرے دل میں پیدا کیا گیا ہے۔“

(حق الیقین از انوار العلوم۔ جلد 9، صفحہ 303)

چونکہ قبل از اسلام دنیا بھر میں عورت کے حقوق کا استحصال ہو رہا تھا اس لئے اسلامی تعلیمات میں خاص طور پر اس صنفِ نازک کے حقوق کا خیال رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورت عورتوں کے حقوق کے بیان میں نازل کر دی۔ چونکہ قرآن وحدیث میں عورت کے نساء کا لفظ استعمال ہوا ہے اس لئے اِس سورت کا نام اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء رکھ دیا اور رہتی دنیا تک یہ حقیقت محفوظ ہوگئی کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے عورتوں کے حقوق پوری تفصیل سے بیان کئے ہیں اور ان کی حفاظت کی ہے۔

معزز سامعین:

نیکی اور تقویٰ کے حصول اور ان امور میں ترقی اور اجر کیلئے بھی اسلام نے مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ نیک اعمال کا بدلہ جیسا مرد کو ملنے کا وعدہ ہے اُسی طرح عورت کو بھی ہے۔ اس حوالے سے متعدد قرآنی آیات میں سے ایک پیش کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النحل میں فرماتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورۃ النحل 16: 98)

ترجمہ: مرد اور عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجا لائے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اُسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیبہ کی صورت میں زندہ کر دیں گے اور اُنہیں ضرور اُن کا اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

حضرات! انسانی معاشرتی زندگی میں نکاح اہم ترین معاہدات میں سے ہے۔ قبل از اسلام اس معاہدے کے حوالے سے عورت کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ کوئی اُس کی رضامندی نہ پوچھتا اور والدین جہاں چاہتے اُسے بیاہ دیتے۔ اسلام کا عورت پر ایک احسان یہ بھی ہے کہ جہاں اُس نے لڑکی کی شادی کیلئے اُس کے ولی کی رضامندی کو ضروری قرار دیا وہاں لڑکی کی رضامندی کو بھی لازمی ٹھہرایا ہے۔ یہ احکامات ایک عورت کو نقصان سے بچانے اور اُس کی حفاظت کے لئے ہیں۔ اِس حوالے سے اسلام نے یہ تعلیم دی کہ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔

حضرت خلیفۃ الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ والدین جہاں چاہتے عورت کی شادی کر دیتے۔ اُس کی مرضی کا اُس میں کوئی دخل نہیں ہوتا تھا اور عورت کو اُن کی بات ماننی پڑتی...... اسلام نے یہاں تک کہا ہے کہ ”عورت کی مرضی کے بغیر اگر کوئی شادی ہو تو وہ باطل ہے۔ **کتنا بڑا حق ہے جو قرآن کریم نے عورتوں کو دیا ہے۔**“

(تفسیر کبیر۔ جلد 10، صفحہ 302، ایڈیشن 2004)

زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں ایلاء اور ظہار دو ایسی رسمیں تھیں جن کے ذریعے خاوند اپنی بیوی کو کالمعلقہ چھوڑ دیتا یعنی نہ تو اُسے طلاق دیتا اور نہ اُس کے حقوق ادا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جاہلیت کی ایسی گندی رسموں سے منع فرمایا۔ پس اسلام کا عورت پر یہ بھی احسان ہے کہ اُس نے عورت پر ظلم وزیادتی کے ایسے تمام راستوں کو بند کر دیا۔

بعض مذاہب میں عورت کا وراثت میں کوئی حق نہیں ہے لیکن اسلام نے وراثت میں عورت کا باقاعدہ حق قائم کیا ہے۔ اسی طرح شادی کے موقع پر عورت کے لئے حق مہر مقرر کیا اور یہ تعلیم دی کہ وراثت اور حق مہر کی وہ پوری طرح مالک ہے اور ان کے خرچ پر اُسے مکمل اختیار حاصل ہے۔ اسلامی طرزِ زندگی میں عورت پر کسی قسم کی معاشی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی اس لئے جو کچھ بھی اُسے وراثت یا حق مہر کی صورت میں ملتا ہے اُس سب کی وہ مالک ہوتی ہے اور اسلام اُسے اُس رقم کو گھریلو ضروریات پر خرچ کرنے کا پابند نہیں کرتا۔ یاد رہے کہ عورت کی کمائی پر عورت کا ہی حق ہوتا ہے اور مرد کی کمائی پر دونوں کا۔

اسلام کی پردے کی تعلیم پر مغرب میں بہت اعتراض کیا جاتا ہے لیکن یہ تعلیم بھی دراصل عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت اور اسے نقصان سے بچانے کے لئے ہے۔ اِس لحاظ سے یہ بھی عورت کا ایک حق ہے جو اسلام نے قائم کیا ہے۔ پردے کے احکامات کے نفاذ کے ساتھ ہی جنسی بے راہ روی فوری طور پر رک گئی۔ اِس تعلیم کے ذریعے مرد اور عورت کے تعلقات کو ایک ایسے نظام کا پابند بنا دیا گیا جو پائیدار اور اخلاقی اصولوں پر مبنی تھا۔ قرآنِ پاک میں پردے کی فلاسفی ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

ذَالِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ

(سورۃ الاحزاب 60:33)

ترجمہ: یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور اُنہیں تکلیف نہ دی جائے۔

یعنی پردے کے ذریعے عورت کے مقام و مرتبے کو کم کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اِس کا اصل مقصد عورت کی عصمت اور پاکدامنی کی حفاظت ہے۔ اور عورتوں کا مردوں سے الگ بیٹھنا اِن کی آزادی کو کم نہیں کرتا بلکہ وہ زیادہ آزادی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتی ہیں۔

اسلامی طرزِ زندگی میں گھر کے یونٹ میں مَرد کو اُس کی بعض مخصوص صلاحیتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے گھر کا نگران مقرر کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی اُسے اِس حیثیت سے یہ اصول بھی ذہن نشین کرایا کہ اُسے زیادہ تر اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

فَاِنۡ کَرِہۡتُمُوۡہُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا۔ (سورۃ النساء 20:4)

ترجمہ: یعنی اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

اِس بارہ میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اُس کی ایک بات تجھے ناپسند ہے تو کچھ اچھی باتیں بھی ہوں گی۔ ہمیشہ اچھی باتوں پر نظر رکھا کرو۔ (صحیح مسلم)

حضرات! اب خاکسار آپ کے سامنے آنحضرت ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ اور آپ کی عملی زندگی کے حسین نمونوں میں سے حقوقِ نسواں کے حوالے سے چند ایک پیش کرتا ہے جن سے اظہر من الشّمس ہے کہ صرف آپ ہی دنیا کی وہ عظیم الشان شخصیت ہیں جو حقیقی معنوں میں عورتوں کے حقوق کے محافظ ہیں۔

ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کی تین حیثیّتوں ماں، بیٹی اور بیوی کے بارے میں ایسی اعلیٰ تعلیم دی ہے جو کسی دوسرے مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ آپ ﷺ نے عورت کو بحیثیت ماں جس تعظیم و تکریم کا مستحق ٹھہرایا دنیا کے دوسرے معاشروں میں اِس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ آپ ہی کی ذاتِ بابرکات تھی جس نے حقوقِ نسواں کے قیام کیلئے وحی الٰہی کے ماتحت یہ اعلان فرمایا:

اَلۡجَنَّۃُ تَحۡتَ اَقۡدَامِ الۡاُمَّہَاتِ۔

(کنزل العمال حدیث نمبر 45439)

یعنی جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لجنہ سے جلسہ سالانہ کینیڈا 1991ء کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔ کہیں نہیں فرمایا کہ باپوں کے قدموں میں ہے۔ یعنی ساری آئندہ نسلوں کی عورتوں کی بھی اور مردوں کی بھی جنت اُن کی ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ **اتنا بڑا مرتبہ اور مقام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو دے دیا ہے کہ جس کے بعد دنیا کا کوئی جاہل سے جاہل انسان بھی اسلام پر حملہ نہیں کرسکتا کہ اِس میں عورت کا کوئی مقام نہیں ہے۔**

بیٹی کی حیثیت کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے واضح طور پر بطورِ خاص اِس کی تعلیم و تربیت کو والدین کیلئے حصولِ جنت کی ضمانت قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی اُن کو تعلیم و تربیت دی، اُن کی شادی کی اُن کے ساتھ بعد میں بھی حسنِ سلوک کیا تو اُس کیلئے جنت ہے۔ (سنن ابنِ ماجہ۔ کتاب الادب)

یہاں بھی لڑکوں کی تعلیم و تربیت کو حصول جنت کا ذریعہ قرار نہیں دیا بلکہ واضح طور پر لڑکیوں کا ذکر فرمایا ہے **اور یہ بھی بہت بڑا اعزاز ہے ایک عورت کے لئے جو اُسے بطور بیٹی کے آنحضرت ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔**

اکثر لوگ خود کو بعض خوبیوں کی بنا پر اچھا قرار دیتے ہیں۔ لیکن آئیں دیکھتے ہیں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نزدیک ایک مرد کے اچھا ہونے کا کیا معیار ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:

خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ۔ وَ اَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِیۡ۔

(مشکوٰۃ)

یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جس کا اپنے اہل وعیال سے سلوک اچھا ہے اور مَیں تم میں سے اپنے اہل سے اچھا سلوک کرنے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ اِسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:

اَکۡمَلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُھُمۡ خُلُقًا وَخِیَارُکُمۡ خِیَارُکُمۡ لِنِسَائِکُمۡ۔

(جامع ترمذی۔ کتاب النکاح، باب حقّ المراۃ علیٰ زوجھا)

یعنی سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت میں سب سے زیادہ اچھا ہو۔ اِن احادیث میں آپ ﷺ نے بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کو ہی ایک مرد کے اچھا ہونے کا معیار قرار دیا ہے۔ اِن ارشادات کی رُو سے بیوی کی حیثیت سے ایک عورت کے حقوق کی حفاظت ظاہر و باہَر ہے۔

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو گھر کی ملکہ بنا دیا اور اسے دنیا کی بہترین متاع قرار دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ایک دولت ہے اور بہترین دولت نیک عورت ہے۔

(صحیح مسلم)

آپؐ عورتوں کو بہت عزیز رکھتے تھے اور بطورِ خاص اِن کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا: مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں سب سے زیادہ عزیز ہیں اُن میں سے ایک عورت ہے۔ پھر اچھی خوشبو مجھے محبوب ہے مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (سنن نسائی)

حضرات! عورت صنفِ نازک کہلاتی ہے۔ جسمانی لحاظ سے مرد کی نسبت کمزور اور نازک اندام ہوتی ہے۔ حدیث میں عورت کو قواریر یعنی آبگینے کہا گیا ہے اور اسلام میں اِس سے بطورِ خاص لطف و نرمی کے سلوک کی تلقین پائی جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں بھی اِس کے متعدد نمونے موجود ہیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات بھی آپ کے ساتھ تھیں۔ ایک حبشی غلام حدّی پڑھنے لگے جس سے اونٹوں نے تیز چلنا شروع کر دیا اور خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں کوئی اونٹ سے گر ہی نہ جائے۔ آپؐ نے فرمایا:

رُوَیۡدَکَ سَوۡقًا بِالۡقَوَارِیۡرِ۔

یعنی دیکھنا یہ شیشے اور آبگینے ہیں کہیں ٹوٹ ہی نہ جائیں۔ اونٹوں کو آہستہ چلاؤ۔ (صحیح مسلم)

ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج جو عام طور پر Glass - handle with care کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے یہی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے چودہ سو سال قبل استعمال کی تھی۔

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ حادیث میں آتا ہے۔ ایک دفعہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ کا پاؤں پھسلا اور آپ دونوں نیچے گر پڑے۔ حضرت طلحہؓ جو قریب ہی تھے لپک کر آپ کی طرف بڑھے لیکن آپؐ نے فرمایا:

عَلَیۡکَ بِالۡمَرۡئَۃِ۔ اَلۡمَرۡئَۃُ اَلۡمَرۡئَۃُ۔

یعنی پہلے عورت کا خیال کرو۔

اس حدیث کے حوالے سے بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج کی اصطلاح Ladies first بھی سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے استعمال کی تھی۔

عورت میں ایک قسم کا ناز کا پہلو ہوتا ہے۔ عورت چاہے مشرق کی ہو یا مغرب کی یہ بات کم و بیش سب میں پائی جاتی ہے۔ ناز کے اس پہلو کو فطری کجی بھی کہا جاتا ہے اور اس کی مثال ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے پسلی سے دی ہے اور اس پہلو کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بھی آپ ﷺ نے عورت سے نرمی کے سلوک کی تلقین کی ہے۔ اس حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث عورتوں سے حسن سلوک کے بارے میں ہماری یوں رہنمائی کرتی ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا خیال رکھو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے یعنی اس میں پسلی کی طرح ٹیڑھا پن ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصّہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ اگر تم اسے اس کے حال پر ہی رہنے دو گے تو اس کا جو فائدہ ہے وہ تمہیں حاصل ہوتا رہے گا۔ پس عورتوں سے نرمی کا سلوک کرو اور اس بارہ میں میری نصیحت مانو۔

(صحیح بخاری)

معزز خواتین و حضرات! دنیا میں عورت پر جہاں اور دروازے بند تھے وہاں حصولِ علم کا دروازہ بھی بند تھا اور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت پر کوئی خاص توجہ نہ دی جاتی لیکن آنحضرت ﷺ نے حصولِ علم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے لازمی قرار دیا۔ آپؐ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ۔

یعنی علم حاصل کرنا مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے۔

عورت کو اگر اُس کا خاوند ناپسند ہو یا وہ اُس پر چاہے کتنا بھی ظلم کرتا ہے اُسے اُس سے طلاق لینے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اگر عورت کو خاوند ناپسند ہو، ظالم یا ناکارہ ہو تو ایسی صورتِ حال میں اسلام نے عورت کو خلع کا اختیار دیا۔ آنحضرت ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے اور آج تک عورتوں کا یہ حق قائم ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ:

جمیلہ بنت سلولؓ نامی ایک خاتون آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے اپنے خاوند ثابت بن قیس کی دینداری اور خوش خلقی پر کوئی اعتراض نہیں لیکن میری طبیعت اُس سے نہیں ملتی اور اس وجہ سے مجھے اُس سے نفرت ہے۔ پس ان حالات میں مَیں اُس کے حقوق ادا نہیں کر سکوں گی اور ناشکری کی مرتکب ہونگی۔ اس لئے مجھے اُس سے علیحدگی دلوا دی جائے۔ آپ ﷺ نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا مہر میں لیا ہوا باغ واپس کرنے کو تیار ہو؟ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا مہر میں لیا ہوا باغیچہ واپس کر دو اس سے زیادہ نہیں۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الطلاق)

اِسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی ہے:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک کنواری حضرت محمد ﷺ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اُس کے والد نے اُس کا نکاح کیا اور یہ نکاح اُسے ناپسند تھا۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اور چاہے تو اسے رد کر دے۔ (سنن ابو داؤد)

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطاب فرمایا وہ ایک نہایت ہی جامع اور مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اِس میں آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کے متعلق بطورِ خاص تاکید کی اور فرمایا کہ دیکھو مَیں تمہیں عورتوں کے حقوق کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔... یاد رکھو جس طرح تمہارے عورتوں کے اوپر کچھ حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حق ہیں جو تم پر عائد ہوتے ہیں۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی ہوں اور تمہاری مرضی کے سوا کسی کو تمہارے گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ اور اُن کا حق تم پر یہ ہے کہ تم اُن کے ساتھ لباس میں، پوشاک میں اور کھانے پینے میں احسان کا سلوک کرنے والے ہو اور جس حد تک توفیق اور استطاعت ہے، اُن سے حسنِ سلوک کرو۔

(جامع ترمذی)

حضرات! آج مغربی تہذیب بھی عورت کو کچھ حقوق دیتی ہے مگر عورت کی حیثیت سے نہیں بلکہ اُس وقت جب وہ ایک مرد کی طرح ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر تیار ہو جائے۔ مگر نبی کریم ﷺ کا لایا ہوا دین عورت کی حیثیت سے ہی اسے ساری عزتیں اور حقوق دیتا ہے اور وہی ذمہ داریاں اُس پر عائد کرتا ہے جو خود فطرت نے اُس کے سپرد کی ہیں۔ عام طور پر کمزور کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے کافی محنت و کوشش کرنی پڑتی ہے تب کہیں جا کر اُس کو اُس کے جائز حقوق ملتے ہیں ورنہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مغربی اقوام نے بڑی بحث و تمحیص اور احتجاج کے بعد عورت کے کچھ بنیادی حقوق تسلیم کئے ہیں اور یہ اس دور کا احسان مانا جاتا ہے حالانکہ یہ احسان اسلام کا ہے کہ سب سے پہلے اسی نے عورت کو وہ حقوق دیئے جس سے وہ مدت دراز سے محروم چلی آ رہی تھی۔ یہ حقوق اسلام نے اِس لئے نہیں دیئے کہ عورت اِن کا مطالبہ کر رہی تھی بلکہ اس لئے کہ یہ عورت کے فطری حقوق تھے اور اسے ملنا ہی چاہئیں تھے۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت (1914ء۔1965ء) میں مختلف مواقع پر عورتوں کو نہ صرف ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا بلکہ اسلام میں ان کے بلند مرتبہ اور حقوق کو بیان کیا اور ان کے حقوق کے قیام کے لئے بھی کوشاں رہے۔ علاوہ دیگر مواقع کے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احباب جماعت کے نکاحوں کے اعلان کے وقت بھی اسلام میں عورتوں کے حقوق اور مقام کو بیان کیا۔

جنوری 1925ء میں ایک نکاح کے اعلان کے موقع پر آپ نے اسلام میں عورتوں کو حقوق دیے جانے کی فضیلت کا یوں ذکر فرمایا۔

”آج اہل یورپ کہتے تو ہیں کہ ہم عورتوں کے حق ان کو دیتے ہیں حالانکہ انہوں نے دیئے نہیں بلکہ عورتوں نے اپنے حقوق ان سے چھینے ہیں لیکن اسلام نے نہایت خوشی کے ساتھ عورتوں کو حقوق دیے ہیں اور اس وقت دیئے ہیں جب عورتوں نے اپنے حقوق مانگے بھی نہیں تھے بلکہ اسلام نے تو ان کو حقوق اس وقت دیئے ہیں جب عورتیں حق مانگنا تو درکنار اپنا حق ہی کچھ نہ سمجھتی تھیں۔ اور ان کی زندگی نوکروں اور غلاموں بلکہ جانوروں کی طرح بسر ہوتی تھی“

(خطبات محمودؓ۔ جلد سوم، صفحہ 175، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

آج حقوق نسواں کے نام پر عورت کو مغربی اقوام نے بعض غیر متوازن حقوق دے کر جس مقام پر لا کھڑا کیا ہے اُس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام عورت کو ایسے حقوق دیتا ہے جس کی فطرتِ انسانی تائید کرتی ہے اور اُن کے ذریعے اُس کی معاشرتی زندگی میں عزت اور تکریم قائم ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات پر اعتراض کر کے حقوقِ نسواں کی علمبرداری کا دعوے دار یورپ کیا عورت پر ظلم و بربریت کی وہ داستانیں بھول گیا ہے جو یہاں کی تاریخ کا سیاہ باب ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری کہ خود یورپ میں عورت بعض انسانی بنیادی حقوق تک سے محروم تھی۔ کیا آج یہ مہذب کہلانے والا معاشرہ لاکھوں عورتوں کو جادوگرنیاں قرار دے کر زندہ جلا دینے کے دل ہلا

دینے والے واقعات فراموش کر بیٹھا ہے؟

یہاں یورپ میں بھی عورت کو مرد کی جائیداد سمجھا جاتا تھا۔ اِسے گواہی دینے کا حق حاصل نہ تھا۔ صدیوں کے لحاظ سے ابھی کل کی ہی بات ہے یعنی 1891ء تک انگلستان، جرمنی، ناروے، امریکہ سکینڈے نیویا وغیرہ میں عورتوں کو قانوناً مرد کی جائیداد پر کسی قسم کا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ اُسے ووٹ دینے کا حق نہ تھا۔ عورت کو طلاق کا حق نہ تھا اور اگر مرد عورت کو طلاق دیتا تو ماں کا بچوں پر کوئی حق نہ تھا۔ انیسویں صدی کے آخر تک عورتوں سے فیکٹریوں میں تو کام لیا جاتا لیکن اُنہیں کوئی علمی کام کرنے کی اجازت نہ تھی اور اُس دور کی بعض مصنفات کو مجبوراً مردانہ نام اختیار کرنے پڑے۔

حضرات! ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ جرمنی سے خطاب کرتے ہوئے 2003ء میں یورپ میں عورتوں کو دی گئی نام نہاد آزادی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

”آج مغرب کی آزادی کے علمبردار عورت کی آزادی کے نعرے لگاتے ہیں۔ جس میں آزادی کم اور بے حیائی زیادہ ہے اور بعض لوگ ان کے کھوکھلے نعروں کے جھانسے میں آکر آزادی کی باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ آزادی تو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلوائی تھی۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 29 اگست 2003ء، صفحہ 2)

امسال جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ مستورات میں 13 اگست کو جو خطاب فرمایا وہ اسلام میں عورتوں کے حقوق و مقام کے بارہ میں تھا۔ اس خطاب میں حضور انور نے اسلام میں عورتوں کے مقام کے بارہ میں ہونے والے کئی اعتراضات کا جواب دینے کے علاوہ اس بات کا پھر اعلان فرمایا کہ اسلام سے پہلے کسی مذہبی کتاب نے عورتوں کے تمام حقوق کا ذکر نہیں کیا یہ ذکر صرف قرآنِ شریف میں ہے۔ قرآنِ شریف میں مرد اور عورت کے حقوق کا بڑے انصاف کے ساتھ تعین کر دیا گیا ہے اس لئے زمانے اور حالات کے ساتھ ساتھ تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ یورپ میں مردوں نے عورت کو حق دینے کے نام پر اسے اتنا زیادہ ہمدردی کے جذبے کے تحت دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ اس کا تقدس ہی ختم کر دیا ہے۔ ہماری عورتوں کو حقوق کے لحاظ سے کسی بھی قسم کی احساسِ کمتری نہیں ہونی چاہئے اب ہم نے حقوق کی بنیاد پر بھی دنیا کو مذہب کے قریب لانا ہے۔

حضرات! عوام الناس جو علمی مسائل کا زیادہ فہم و ادراک نہیں رکھتے اور بالعموم بلا تحقیق دوسروں کی رائے سے متاثر ہو جاتے ہیں حقوقِ نسواں کے حوالے سے بھی اسلامی تعلیم پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں لیکن جہاں تک غیر جانبدار غیر مسلم محققین اور مفکرین کا تعلق ہے وہ اسلام کو ہی صنفِ نازک کا نجات دہندہ اور حقوقِ نسواں کا محافظ سمجھتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کی آراء پیش کی جاتی ہیں۔

اِس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ اسلام نے ہی عورت کو تمام معاشی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق دیئے جن کا قبل از اسلام تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، ”ای۔ بلائڈن (E. Blayden)“ رقمطراز ہیں:

”سچا اور اصل اسلام جو محمد ﷺ لے کر آئے، اُس نے طبقۂ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اِس سے پہلے اِس طبقہ کو پوری انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے۔

(Christianity Islam & the Nagro Race)

ای مائل ڈرمنگھم (Emile Dermenghem (1892-1971)) لکھتا ہے:

”اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی۔ اِن سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہو سکا تھا جو محمد ﷺ کی تعلیمات سے اِنہیں حاصل ہوا۔ جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دی گئی۔ لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامان سمجھا جاتا تھا وہ حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔“

(The Life of Mahomet)

پی ائر کریبائٹس (Pierre Crabites, (1877-1943)) لکھتے ہیں:

Muhammad, thirteen hundred years ago, assured to the mothers, wives and daughters of Islam a rank and dignity not yet generally assured to women by the laws of the West.

”محمد ﷺ نے تیرہ سو سال قبل اسلام میں ماؤں، بیویوں اور بیٹیوں کے لئے وہ مقام اور وقار یقینی بنا دیا جو ابھی تک مغرب کے قوانین میں عورت کو نہیں مل سکا۔“

(Muhammad and Teachings of Quran, page 126)

اطالوی مستشرقہ پروفیسر ڈاکٹر وگلیری (Prof. Laura Veccia Vaglieri) لکھتی ہیں:

”اسلام نے عورتوں کو ایسے حقوق عطا کئے جو اُنہیں پہلے کبھی حاصل نہ تھے..... گو سماجی اعتبار سے یورپ میں عورت کو بڑا درجہ حاصل ہے لیکن اگر ہم چند سال پیچھے جائیں اور یورپ کی عورت کی خود مختاری کا موازنہ دنیائے اسلام کی عورت کی خود مختاری سے کریں تو معلوم ہوگا کہ یورپ میں عورت کی حیثیت کم از کم قانونی لحاظ سے، بہت ادنیٰ رہی ہے اور بعض ملکوں میں اب تک یہی صورت باقی ہے۔“

(An interpretation of Islam)

پس یہ حقیقت ظاہر و باہر اور اظہر من الشّمس ہے کہ عورت کے حقوق کی حفاظت جیسی اسلام نے کی اس کی مثال تاریخ عالم میں اور کہیں نہیں مل سکتی اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہی وہ واحد ذاتِ بابرکات ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنے قول بلکہ اپنے اُسوۂ حسنہ سے یہ ثابت کر دکھایا کہ دراصل آپ ہی اِس صنفِ نازک کے محسن اور حقوقِ نسواں کے حقیقی محافظ ہیں۔ میں اپنی تقریر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔

”آنحضرت ﷺ کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلقوا باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔“

(الحکم 10 اپریل 1902ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

اس میں سوراخ کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا تو سب سواروں کو غرق کرنا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں بھول گیا تھا میرا مؤاخذہ نہ کر۔ پھر وہ دونوں روانہ ہوئے۔ یہاں پھر حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو نے ایک معصوم کو قتل کر دیا جو ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس پر اسے حضرت خضرؑ نے کہا کہ تجھے سوال کرنے سے منع کیا تھا۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آئندہ اگر میں سوال کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ وہ دونوں پھر روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت خضرؑ نے ایک دیوار جو گرنے والی تھی اسے سیدھا کر دیا اور اس کی کوئی اجرت نہ لی۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تو اجرت لے لیتا تو ہمیں کھانا مل جاتا۔ تب حضرت خضرؑ نے کہا یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ اب جن چیزوں پر تو صبر نہیں کر سکا ان کی حقیقت سن۔ کشتی میں میں نے اس لئے سوراخ کر دیا تھا کہ بادشاہ درست کشتیوں کو غصب کر رہا تھا اور وہ غریبوں کی کشتی تھی۔ میں نے اس ترکیب سے اسے بچا لیا۔ اور وہ لڑکا مومن والدین کا بیٹا تھا پس ہم ڈرے کہ وہ اپنے والدین کی سرکشی اور ناشکری نہ کرے اور ان پر ناقابل برداشت بوجھ نہ ڈالے۔ پس ہم نے چاہا کہ ان کا رب انہیں پاکبازی کے اعتبار سے اس سے بہتر متبادل عطا کرے۔ اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو شہر میں رہنے والے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے خزانہ تھا۔ اور ان کا باپ ایک نیک شخص تھا۔ پس تیرے رب نے ارادہ کیا کہ وہ دونوں اپنی بلوغت کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ تیرے رب کی طرف سے بطور رحمت کے تھا۔ اور میں نے ایسا اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ حکمت تھی ان باتوں کی جن پر تجھے صبر کی استطاعت نہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہاں حضرت خضرؑ سے مراد رسول کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔

☆☆☆

دیکھو وہ بھیں کا شخص کرم دیں ہے جس کا نام
لڑنے میں جس نے نیند بھی اپنے پہ کی حرام
(نظم محاسن قرآن کریم)

اہل تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

کرم دیں بھیں جہلم کے علاقے کا رہنے والا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سخت مخالف تھا۔ آپ نے اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی میں کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’پھر کچھ دنوں کے بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا۔ اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا۔ اور ان کو بڑی امید تھی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور ان کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہؤا کہ آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کے لئے مستعد ہو گیا۔ اس وقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کرے گا۔ چنانچہ یہ کشف میں نے اپنی جماعت کو بتلایا۔ اور پھر ایسا ہؤا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اس کے مر گئے۔ اور آخر یہ اتفاق ہؤا کہ آتمارام سزائے قید مجھ کو نہ دے سکا۔ اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اس نے قید کی بنیاد بھی باندھی مگر آخر پر خدا نے اس کو اس حرکت سے روک دیا۔ لیکن تاہم اس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ میں بری کیا گیا اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہؤا۔ مگر آتمارام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنا تھی وہ پوری نہ ہو سکی۔ اور خدا تعالیٰ کی اس پیش گوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمٰن میں پہلے سے چھپ کر شائع ہو چکی تھی میں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوز کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم میں نے بے جا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ میں مواہب الرحمٰن میں شائع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اس کے کذاب ہونے پر مہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 124-125)

☆☆☆

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا میری نصرت کے لئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار
صید طاعوں مت بنو پورے بنو تم متقی
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

6 فروری 1989ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشف میں دیکھا:

’’خدائے تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔‘‘

(تذکرہ۔ صفحہ 319 طبع ثانی)

آپؑ نے اس پیش گوئی کے مدنظر اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو مشورہ دیا کہ کھلے مقامات پر رہائش اختیار کریں۔ پیسہ اخبار اور کئی لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا کیونکہ ملک میں طاعون کا نشان تک نہ تھا۔ لیکن پیش گوئی کے مطابق چند ماہ بعد طاعون نمودار ہوئی مگر حملہ کمزور تھا۔ لوگوں نے پھر تمسخر اڑایا۔ آپ نے از راہ ہمدردی 17 مارچ 1901ء کو ایک اور اشتہار میں لوگوں کو سمجھایا کہ خدا کے کاموں کا مذاق نہ اڑاؤ۔ سنبھل جاؤ لیکن لوگوں نے اس تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور 1902ء میں طاعون نے اس قدر زور پکڑا کہ گاؤں کے گاؤں اجڑ گئے۔ اس وقت پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ نے ایک رسالہ **دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء** تحریر فرمایا۔ جس میں غافلوں کو خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو ماننے کی تلقین کی۔ اور فرمایا قادیان کی چار دیواری میں رہنے والوں اور میری جماعت کے متقی لوگوں کو یہ طاعون کچھ نہیں کہے گی۔ پھر آپ نے اپنی جماعت کے لوگوں کو طاعون کا ٹیکہ لگانے سے منع فرما دیا اور کتاب کشتی نوح میں فرمایا: جو میری چار دیواری اور گھر میں ہو گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور چار دیواری سے ایک مراد جماعت کے مخلصین بھی ہیں۔ اور پھر ایسا ہی ہؤا اگر کسی گھر کے چار افراد میں سے ایک احمدی تھا تو احمدی بچ رہا اور باقی طاعون کا شکار ہو گئے۔ مختصر الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بین نشان طاعون کا پیش گوئی کے مطابق پھیلنا اور احمدیوں کا بچایا جانا بھی ہے۔

☆☆☆

اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہؤا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں 16 مرتبہ آیا ہے۔ آپ 1040 قبل مسیح میں پیدا ہوئے (آپ کا شجرہ نسب کچھ یوں ہے ناقل) داؤد بن ایشا بن عوید بن عامر۔ قرآن مجید نے اس امر کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ آپ کو حکومت اور نبوت دونوں چیزیں عطا

قسط دوم و آخر

درِّ ثمین میں اردو تلمیحات

مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تیرے مکروں سے اے جاہل میرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے
(نظم اتمام حجت)

کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب نمرود بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بت شکنی اور توحید پرستی کی وجہ سے آگ میں پھینکا تھا۔ نمرود کے خیال میں تھا کہ آگ حضرت ابراہیمؑ کو جلا ڈالے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس آگ کو حضرت ابراہیمؑ کے لئے گلزار بنا دیا یعنی ٹھنڈا کر دیا۔

یا نار کونی برداً و سلاماً علی ابراھیم

اس طرح آگ ٹھنڈی ہوگئی اور حضرت ابراہیم آگ سے بہ سلامت نکل آئے۔

☆☆☆

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
(نظم انذار وتبشیر)

اس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام کی طرف اشارہ ہے۔ آپ نے زلزلے کے متعلق ایک پیش گوئی میں فرمایا ہے: خدا تعالیٰ کے اصل الفاظ جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں یہ ہیں: چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار یعنی پنج مرتبہ غیر معمولی طور پر زلزلہ آئے گا جو اپنی شدت میں نظیر نہیں رکھتا ہوگا۔
(روحانی خزائن، جلد22، صفحہ738)

☆☆☆

ڈگلس پہ سارا حال بریت کا کھل گیا
عزت کے ساتھ تب میں وہاں سے بری ہوا
(نظم محاسن قرآن کریم)

پورا نام کیپٹن مانٹیگو ولیم ڈگلس (Montagu William Douglas 1863-1957) تھا۔ یہ ضلع گورداسپور بھارت میں ڈپٹی کمشنر تھا جب 1897ء میں اس کی عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف وہ مشہور مقدمہ پیش ہوا تھا جس میں عیسائیوں کی ایک سازش کے تحت یہ جھوٹا الزام لگایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدالحمید نامی ایک شخص کے ذریعہ پادری ہنری مارٹن کلارک کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری پیلاطوس کی عدالت میں پیش ہوئے تھے اور وہ جان گیا تھا کہ یہ محض مخالفوں کی شرارت ہے اسی طرح کیپٹن ڈگلس کو بھی سچائی کا پتہ چل گیا تھا۔ اور اس نے دانشمندی اور انصاف کے تقاضوں کے ساتھ مقدمے کی سماعت کرتے ہوئے آپ کو باعزت بری قرار دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب البریہ میں اس مقدمے کی تفصیل دی ہے۔ ڈگلس بعد میں لائل پور (فیصل آباد) میں بھی ڈپٹی کمشنر رہا (1910-13) اور مختلف اضلاع میں انتظامی عہدوں پر کام کرتے ہوئے ریٹائر منٹ کے بعد واپس انگلستان چلا گیا۔ یہاں اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ 11 ستمبر 2009ء اور وکی پیڈیا)

☆☆☆

ہو گا تمہیں کلارک کا بھی وقت خوب یاد
جب مجھ پہ کی تھی تہمت خوں از رہ فساد
(نظم محاسن قرآن کریم)

ہنری مارٹن کلارک Dr Henry Martyn Clark (1857-1916) پشاور کی ایک افغان ماں کا یتیم بچہ تھا۔ ماں کی وفات کے بعد پادری رابرٹ کلارک نے 1859ء میں اس کو اپنا بیٹا بنا کر اس کا نام ہنری مارٹن رکھ دیا۔ اس کی تعلیم پر کافی روپیہ خرچ کیا یہاں تک کہ اڈنبرا (سکاٹ لینڈ) سے 1892ء میں ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کی۔ باپ رابرٹ نے اسے (ہنری مارٹن) کو امرتسر میں میڈیکل مشن کا 1882ء میں انچارج بنا دیا۔ اس نے تحریری مباحثہ کا چیلنج دیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ یہ مشہور مباحثہ اس کی کوٹھی پر امرتسر میں ہوا تھا۔ بعد میں تحریری شکل میں جنگ مقدس کے نام سے شائع ہوا۔ اس ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف عبدالحمید نامی ایک شخص کو آلہ کار بنا کر اقدام قتل کا جھوٹا مقدمہ دائر کیا تھا۔ جس میں کلارک کو ناکامی ہوئی اور آپ باعزت طور پر بری قرار پائے تھے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ 14 ستمبر 2009ء اور وکی پیڈیا)

☆☆☆

موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا
قرآں میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا
(نظم محاسن قرآن کریم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر کا یہ واقعہ قرآن مجید کی سورۃ الکہف پارہ پندرہ اور سولہ کی آیت 66 تا 83 میں بیان ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا ایک عظیم بندہ ملا یعنی حضرت خضرؑ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور خاص علم سے نوازا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس نے کہا کہ تو اپنے علم و حکمت سے مجھے بھی کچھ عطا کر۔ اس نے کہا تو میرے ساتھ ہرگز صبر کی استطاعت نہیں رکھتا اور تو کیسے اس پر صبر کر سکے گا جس کو تو تجربہ کے ذریعہ احاطہ نہیں کر سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں انشاء اللہ صبر کروں گا۔ تب حضرت خضرؑ نے کہا کہ اگر تو میرے پیچھے چلا تو کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا۔ سوائے اس کے جس کا میں خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں روانہ ہوئے تو پہلے حضرت خضرؑ نے اس کشتی کو جس پہ وہ بیٹھے تھے اسے

ہوئیں۔آپ لوہے کی زرہیں بنانے میں مہارت رکھتے تھے۔آپ بنی اسرائیل کے نبی اور بادشاہ تھے جن کے ذریعہ بنی اسرائیل کو خوب شان وشوکت عطا ہوئی۔آپ اور آپ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور بنی اسرائیل کا سنہرا ترین دور تھا۔آپ کی کتاب زبور بھی بنی اسرائیل کی مذہبی کتب میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔بنی اسرائیل پر چالیس سال حکومت کرنے کے بعد آپ نے 930 قبل مسیح میں وفات پائی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔11 ستمبر 2009ء)

زبور Psalms الہامی اور مقدس کتاب ہے۔

جالوت

قرآن مجید کی سورۃ البقرہ کی آیت 250 تا 252 میں جالوت کا طالوت یعنی حضرت داؤد علیہ السلام سے مقابلہ کا ذکر ہے۔ان آیات کریمہ کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے اپنے ترجمہ قرآن میں یوں فرمایا ہے:

پس جب طالوت لشکر لے کر روانہ ہوا تو اس نے کہا یقیناً تمہیں ایک دریا کے ذریعہ آزمانے والا ہے۔پس جس نے اس میں سے پیا اس کا مجھ سے تعلق نہیں رہے گا۔اور جس نے اسے (سیر ہوکر) نہ پیا تو وہ یقیناً برا ہے۔سوائے اس کے جو ایک آدھ مرتبہ چلو بھر کر پی لے پھر بھی معدودے چند کے سوا ان میں سے اکثر نے پی لیا۔پس جب وہ اس (دریا) کے پار پہنچا اور وہ بھی جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔وہ وہ (نافرمان) بولے کہ آج جالوت اور اس سے لشکر سے نمٹنے کی ہم میں سے کوئی طاقت نہیں۔(تب) ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملنے والے ہیں کہا کہ کتنی ہی کم تعداد جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے کثیر التعداد جماعتوں پر غالب آگئیں۔اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

(سورۃ البقرۃ 250:2)

پس جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(سورۃ البقرۃ 251:2)

پس انہوں نے اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔اور اللہ نے اسے ملک اور حکمت عطا کئے اور اسے جو چاہا اس کی تعلیم دی اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھوں بچانے کا سامان نہ کیا جاتا تو زمین ضرور فساد سے بھر جاتی۔لیکن اللہ تمام جہان پر بہت فضل کرنے والا ہے۔

(سورۃ البقرۃ 252:2)

ان آیات کے ترجمہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے وہاں یہ نوٹ بھی تحریر فرمایا:

”آیات 248 تا 252 کو اگر غور سے پڑھا جائے تو طالوت سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہی بنتے ہیں جن کا مخالف جالوت تھا۔پس اس تسلسل میں آیات کو پڑھیں تو آگے چل کر قتل داؤد جالوت فرمایا گیا ہے۔سو لازماً جس جالوت کا ذکر ہے وہ حضرت داؤد کا دشمن تھا جسے آپ نے شکست دی۔آپ کو اس سے پہلے داؤد کے نام سے نہ پکارے جانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ غالباً نبوت اور حکمت آپ کو اس غلبہ کے بعد دی گئی۔جیسا کہ آگے فرمایا و اتاہ اللہ الملک و الحکمۃ حکمت سے مراد غیر تشریعی نبوت ہے۔“

☆☆☆

دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دوستی
آملی الفت سے الفت ہو کے دو دل پر سوار

(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

ستی

ستی ہندوؤں میں قدیم زمانے سے رائج رسم تھی جس میں خاوند کے وفات پا جانے کی صورت میں خاوند کی میت کو جب چتا میں جلایا جاتا تو بیوہ بھی ساتھ جل کر مر جاتی تھی۔گویا بیوہ کے لئے لازم تھا کہ وہ خاوند کی موت پر اس سے وفاداری اور محبت کا ثبوت آگ میں ساتھ جل کر مہیا کرے۔ایک عرصہ تک ہندوؤں میں یہ رسم رائج رہی۔انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کیا اور وہ یہاں کے حکمران ہوئے تو گورنر جنرل لارڈ ولیم بینٹنک Lord William Cavendish Bentinck (1774-1839) نے قانوناً اس رسم کو دسمبر ۱۸۲۹ء میں ممنوع قرار دے کر ختم کر دیا۔

☆☆☆

جس نے نفس دوں کو ہمت کر کے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفند یار

(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

رستم

رستم ایران کے قومی بہادر پہلوان کا نام جو زال بن سام کا بیٹا تھا۔اس کی بہادری اور شجاعت اہل فارس کے نزدیک ضرب المثل ہیں۔اس نے بہت سے شجاعت اور بہادری کے کارنامے سرانجام دیے جس کی وجہ سے وہ ایران کا قومی ہیرو قرار دیا جاتا ہے۔

سہراب اس کا بیٹا تھا لیکن باپ اور بیٹے نے ایک دوسرے کو دیکھا ہوا نہیں تھا۔جب ایک جنگ میں ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو رستم نے سہراب کو مار دیا اور بعد میں پچھتاتا رہا۔رستم نے اسفند یار جیسے بہادر بادشاہ کو بھی قتل کیا تھا۔فردوسی کے شاہنامہ میں ان کا قصہ درج ہے۔

اسفندیار

اسفندیار ایران کے قدیمی بادشاہ گشتاسب کا بیٹا تھا جو اپنی جنگی مہارت اور بہادری کی وجہ سے بہت شہرت رکھتا تھا۔ایران کی قدیم تاریخ میں اس کی بادشاہت اور شجاعت کے بہت سے واقعات ملتے ہیں۔آخر میں یہ رستم کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

☆☆☆

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیت لَا تَايْـئَسُـوا رکھتی ہے دل کو استوار

(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

لَا تَايْـئَسُـوا کے الفاظ میں قرآن مجید کی سورۃ یوسف کی آیت 88 کی طرف اشارہ ہے۔آیت یہ ہے:

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

(سورۃ یوسف 88:12)

ترجمہ: اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کے متعلق کھوج لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا مگر کافر لوگ۔

☆☆☆

چھوڑ کر فرقاں کو آثار مخالف پر جے
سر پہ مسلم اور بخاری کے دیا ناحق کا بار

(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

صحیح مسلم اور صحیح بخاری یہ حدیث کی دو مشہور کتابیں ہیں۔قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف چالیس جواہر پارے میں ان کا مختصر تعارف یوں کرایا ہے:

صحیح مسلم۔مرتبہ امام عساکر الدین مسلم بن الحجاج نیشاپوری (75-815) ان کی کتاب صحاح ستہ (یعنی حدیث کی چھ کتابیں ناقل) میں دوسرے نمبر پر شمار ہوتی ہے۔اور نہایت عمدہ اور قابل اعتماد سمجھی گئی ہے۔اکثر محدثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو ملا کر صحیحین (یعنی حدیث کی دو صحیح ترین کتابیں) کا نام دیتے ہیں۔

صحیح بخاری ۔ مرتبہ امام محمد بن اسماعیل بخاری (810-870)۔ یہ کتاب حدیث کی تمام کتابوں میں سے سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے۔ اور امام بخاری کا ذاتی مقام بھی مسلمہ طور پر سب محدثین میں بالا سمجھا جاتا ہے۔ اسلئے صحیح بخاری کا نام اصح الکتب بعد کتاب اللہ (یعنی کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب) مشہور ہوگیا۔

☆☆☆

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

مرہم عیسیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں مرہم عیسیٰ کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت جو حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کی ہم کو ملی ہے اور جو ایسی شہادت ہے کہ بجز ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا وہ ایک نسخہ ہے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے جو طب کی صدہا کتابوں میں لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض ایسی ہیں کہ جو عیسائیوں کی تالیف ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ جن کے مؤلف مجوسی یا یہودی ہیں۔ اور بعض کے بنانے والے مسلمان ہیں۔ اور اکثر ان میں بہت قدیم زمانہ کی ہیں۔ تحقیق سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ اول زبانی طور پر اس نسخہ کا لاکھوں انسانوں میں شہرہ ہوگیا اور پھر لوگوں نے اس نسخہ کو قلم بند کر لیا ہے۔ پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد قرابادین تالیف ہوئیں اس میں یہ نسخہ تھا اور جس میں یہ بیان کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔ پھر وہ قرابادین کئی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئیں۔ یہاں تک کہ مامون الرشید کے زمانہ میں عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔

اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور سب نے اس نسخہ کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کے حواریوں نے طیار کیا تھا۔ اور جن کتابوں میں ادویہ مفردہ کے خواص لکھے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ان چوٹوں کے لئے مفید ہے۔ جو کسی ضربہ یا سقطہ سے لگ جاتی ہے۔ اور چوٹوں سے جو خون رواں ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور چونکہ اس میں مــــــر بھی داخل ہے اس لئے زخم کیڑا پڑنے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اور یہ دوا طاعون کے لئے بھی مفید ہے اور ہر قسم کے پھوڑے پھنسی کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ دوا صلیب کے زخموں کے بعد خود ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی یا کسی طبیب کے مشورہ سے تیار کی گئی تھی۔ اس میں بعض دوائیں اکسیر کی طرح ہیں خاص کر مــــر جس کا ذکر توریت میں بھی آیا ہے۔ بہر حال اس دوا کے استعمال سے حضرت مسیح علیہ السلام کے زخم چند روز میں ہی اچھے ہو گئے۔''

(مسیح ہندوستان میں۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 56)

اسی کتاب میں حضورؑ نے پھر بعد میں کئی حکمت کی کتابوں اور ان کے مصنفین کا ذکر کیا ہے جن کی کتابوں میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ملتا ہے۔

☆☆☆

وہ جو کہلاتے تھے صوفی کیں میں سب سے بڑھ گئے
کیا یہی عادت ہے شیخ غزنوی کی یادگار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

اس شعر میں شیخ غزنوی سے مراد مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم ہیں جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے:

''از انجملہ بعض مکاشفات مولوی عبد اللہ غزنوی مرحوم ہیں جو اس عاجز کے زمانہ ظہور سے پہلے گزر چکے ہیں۔ چنانچہ ایک یہ ہے کہ آج کی تاریخ 17 جون 1891ء سے عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے کہ حافظ محمد یوسف صاحب جو ایک مرد صالح بے ریا متقی اور متبع سنت اور اول درجہ کے رفیق اور مخلص مولوی عبد اللہ غزنوی ہیں۔ وہ قادیان میں اس عاجز کے پاس آئے اور باتوں کے سلسلہ میں بیان کیا کہ مولوی عبد اللہ مرحوم نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے کشف سے ایک پیش گوئی کی تھی کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا۔ مگر افسوس کہ میری اولاد اس سے محروم رہ گئی۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 479)

پھر اسی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ 480 پر آپ فرماتے ہیں:

''ایسا ہی فروری 1886ء میں بمقام ہوشیار پور منشی محمد یعقوب صاحب برادر حافظ محمد یوسف نے میرے پاس بیان کیا کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی مرحوم سے ایک دن میں نے سنا کہ وہ آپ کی نسبت یعنی اس عاجز کی نسبت کہتے تھے کہ میرے بعد ایک عظیم الشان کام کیلئے مامور کئے جائیں گے۔ مگر مجھے یاد نہیں رہا کہ منشی محمد یعقوب صاحب کے منہ سے یہی الفاظ نکلے تھے یا انہیں کے ہم معنی اور الفاظ تھے۔ بہر حال انہوں نے بعض آدمیوں کے روبرو جن میں سے ایک میاں عبد اللہ سنوری پٹیالہ کی ریاست کے رہنے والے ہیں اس مطلب کو انہیں الفاظ یا اور لفظوں میں بیان کیا تھا۔''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 480)

☆☆☆

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

اس شعر میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل روس کا حکمران جسے زار روس کہا جاتا تھا اس کی حکومت دنیا کی طاقت ور ترین حکومت سمجھی جاتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پاکر 15 اپریل 1905ء میں پیش گوئی فرمائی کہ وقت آ رہا ہے جب زار روس کی حالت قابل رحم ہو جائیگی۔ اس شعر میں اسی پیش گوئی کا ذکر فرمایا ہے۔

اس پیش گوئی کے مطابق 1914ء میں پہلی عالمگیر جنگ شروع ہوئی جس میں بے شمار جانیں ضائع ہوئیں، خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اور روس میں ایک انقلاب برپا ہوگیا جس کے نتیجہ میں آناً فاناً زار روس کا نہ صرف خاتمہ ہوگیا بلکہ اس کی اور اس کے خاندان کی حالت بالشویک انقلاب کے بعد ایسی ہوگئی جس کو تاریخ میں پڑھ کر واقعی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انتہائی کربناک طریقے سے اس کا اور اس کے خاندان کا خاتمہ ہوا اور وہ دنیا سے بحال زار گیا۔

☆☆☆

یاد کر فرقاں سے لفظ **زلزلت زلزالها**
ایک دن ہوگا وہی جو غیب سے پایا قرار
(نظم مناجات اور تبلیغ حق)

یہ الفاظ زلزلت زلزالها، قرآن مجید کی سورۃ زلزال سے ہیں۔ یہ مکی سورۃ ہے۔

اس کا اردو ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن مجید میں یوں ہے:

(باقی صفحہ 23)

کینیڈا کے نیشنل مساجد فنڈ میں مالی قربانیوں کی تحریک

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مساجد کی تعمیر میں حصہ لینا جنت میں گھر بنانا ہے۔ اگلے چند سالوں میں کینیڈا میں پانچ مسجدیں بنانے کا پروگرام ہے۔ جماعت کینیڈا نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جماعت کینیڈا کے قیام کے پچاس سال پورے ہونے کے موقعہ پر نئی مساجد کی تعمیر کے منصوبہ کا تحفہ پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ریجائنا، سسکاٹون اور لائیڈ منسٹر میں مساجد زیر تعمیر ہیں اور بریمپٹن کی مسجد کی تعمیر کی اجازت مل چکی ہے اور اس کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔ اس کے علاوہ ٹورانٹو ایسٹ کی مسجد بیت الحنیف کو دوبارہ تعمیر کرنا ہے۔ ان تمام مساجد کے لئے تقریباً 23 ملین ڈالرز کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مساجد کی تعمیر میں ہر رکاوٹ کو خود دور فرمائے اور ان کی تعمیر کے لئے مالی وسائل اپنی جناب سے مہیا فرمائے اور احسن طریق پر ان کی تعمیر وقت کے اندر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اب چونکہ کینیڈا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے۔ اس لئے نیشنل مساجد فنڈ کی مد میں پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 نومبر 2005ء کے خطبہ جمعہ میں تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاد دہانی کرواتے ہوئے فرمایا کہ:

”ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی۔ ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے۔ عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے یا اپنے جیب خرچ سے دیتے تھے“۔

پھر فرمایا کہ:

”اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں۔ ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے۔ وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارہ میں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔ اور انہیں ترغیب دلائیں تو اللہ تعالیٰ اُن والدین کو بھی خاص طور پر اس ماحول میں بہت سے فکروں سے آزاد فرما دے گا“۔

(خطبات مسرور، جلد سوم، صفحہ 665-666)

احباب جماعت اور خواتین سے درخواست ہے کہ جہاں آپ دوسری مدات میں مالی قربانی کرتے ہیں وہاں کینیڈا میں نیشنل مساجد فنڈ میں بھی حسب توفیق رقوم بھجوائیں۔ اسی طرح جب آپ کو کوئی خوشی پہنچے، نئی نوکری میسر آئے، نوکری میں ترقی حاصل ہو، نیا مکان بنانے کی توفیق ملے یا آپ کے بچوں کو اپنے امتحانات میں کامیابی حاصل ہو، ان مواقع پر اس بابرکت مد نیشنل مساجد فنڈ میں حسب توفیق حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح سے

پیمانِ شاعر

مکرم ثاقب زیروی مرحوم

تُو نے کی مشعلِ احساس فروزاں پیارے
دل بھلا کیسے بھلا دے ترا احساں پیارے
رُوحِ پژمردہ کو ایماں کی جلائیں بخشیں
اور انوار سے سے دھو ڈالے دل و جاں پیارے
ولولوں نے ترے ڈالی مہ و انجم پہ کمند
تُو نے کی سطوتِ اسلام درخشاں پیارے
اب وہی دینِ محمدؐ کی قسم کھاتے ہیں
تھے جو مشہور کبھی دُشمنِ ایماں پیارے
پہلے بخشا مرے بہکے ہوئے نغموں کو گداز
پھر مری رُوح پہ کی درد کی افشاں پیارے
مجھ کو بھولے گی کہاں وہ تیری بھرپور نگاہ
جگمگا اٹھا تھا جب فکر کا ایواں پیارے
اب نگاہیں تجھے ڈھونڈیں بھی تو کس جا پائیں
جانے کب پائے سکوں پھر دلِ ویراں پیارے
کون افلاک پہ لے جائے یہ رُوداد الم
تیرا متوالا ابھی تک ہے پریشاں پیارے
رُوح پھرتی ہے بھٹکتی ہوئی ویرانوں میں
دل ہے نیرنگیٔ افلاک پہ حیراں پیارے
شُکرِ ایزد تری آغوش کا پالا آیا
اپنے دامن میں لئے دولت عرفاں پیارے
فکر میں جس کے سرائیت ترے تخیل کی ضو
گفتگو میں بھی وُہی حسن نمایاں پیارے
جس کی ہر ایک ادا 'نافِلَةً لَّک' کی دلیل
جس کی ہر ایک نوا درد کا عنواں پیارے
دیکھ کر اس کی لگی دل کی بُجھا لیتا ہوں
آنے والے پہ نہ کیوں جان ہو قرباں پیارے
تیری اس شمع کا پروانہ صفت ہوگا طواف
تیرے ثاقب کا ہے اب تجھ سے یہ پیماں پیارے

تحریر: مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی صاحب نائب امیر امریکہ

ڈاکٹر فہیم یونس قریشی

میری امی۔۔ نجمہ یونس

امی نے باقاعدہ تعلیم تو ہائی سکول تک بھی نہیں پائی تھی...... لیکن وہ میری یونیورسٹی تھیں۔

اردو ترجمہ: مکرم کریم احمد شریف صاحب، بوسٹن، ماساچیوسٹ

بھلا کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ نجمہ یونس...... میری امی......ایک گود سے چمٹے بچے کو برداشت کرتیں جو پہلے دن کنڈر گارٹن کی کلاس میں ماں کے بغیر بیٹھنے پہ بھی آمادہ نہ ہو رہا ہو؟ میں پانچ برس کا تھا جب امی مجھے ایک روشنی سے دمکتے دن 8 بجے صبح پہلی مرتبہ سکول لے کر گئیں۔ جب امی نے واپس جانا چاہا تو میں بے تحاشہ رونے لگا۔ چنانچہ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئیں کہ سیاہ برقعے میں ملبوس کلاس کے باہر بیٹھ جائیں اور چھٹی کے وقت تک وہیں بیٹھی رہیں۔ پھر یہ روزانہ کا معمول بن گیا۔ جب چند دن گذر جانے کے باوجود میرا ان سے الگ ہونے کا خوف کم نہ ہؤا تو امی نے گھر کے کام کاج اپنے ساتھ سکول لانے شروع کر دئے۔ عین اس مقام پہ بیٹھ کر جہاں سے میں انہیں دیکھ سکتا تھا، امی سویٹر بنتی، بھنڈی کاٹتی، سوئی دھاگے سے کپڑے ٹانکتی، اور اسی طرح کے ڈھیروں کام کاج کر کے فارغ بھی ہو جاتی تھیں اور یوں میرے لئے بھی وقف رہتی تھیں۔ واپسی پہ ہم 10 منٹ چل کر چوبرجی بس اڈے تک جاتے۔ اس دوران امی مجھے مصروف رکھتیں۔...... وہ کیلے کا چھلکا راستے سے اٹھاؤ، یہ پتھر ایک طرف کر دو، یہ مومی لفافہ اٹھا دو۔...... وغیرہ وغیرہ۔

اس کے پس منظر میں امی مجھے خاموشی سے حدیث رسول مقبول ﷺ پڑھا رہی ہوتی تھیں۔

امی 4 دسمبر 1941ء کو لائل پور حال فیصل آباد پاکستان میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد حضرت شیخ عبدالعزیزؓ کو صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کا شرف حاصل تھا اور آپ کی والدہ سلمٰی خاتون صاحبہ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی بزرگ خواتین مبارکہ سے قربت نصیب تھی۔ آپ کے ماموں شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ امیر جماعت لاہور کے منصب پہ خدماتِ سلسلہ کی توفیق پا رہے تھے۔

لیکن آپ ان ناموں کے تذکرے کر کے اپنی روحانیت ہم پہ نہ جتایا کرتی تھیں۔ بلکہ ہم پر آپ کے تقویٰ اور طہارت کا حال اس حسن اتفاق کے نتیجے میں کھلتا تھا جب ہم بچے کبھی کبھار اچانک آپ کے کمرے میں داخل ہو جاتے اور آپ کو سجدوں کے حالت میں گریہ و زاری کرتے پاتے۔

ہم نے امی کو کبھی فرض نماز چھوڑتے نہ دیکھا، اور بیس سال سے زیادہ عرصہ سے وہ تہجد پہ بھی کاربند تھیں۔ اس کے علاوہ امی **ادعیۃ القرآن** اور **ادعیۃ الرسولؐ** کی کتب بھی زیر مطالعہ تھیں۔ درود شریف، لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، رب کل شئی خادمک رب فاحفظنی و انصرنی وارحمنی اور استغفار ان کی پسندیدہ دعاؤں میں شامل تھے۔ بچوں کے وضو میں کمی بیشی کو پکڑنا تو گویا انکا مشغلہ تھا۔ جب ان کے پوتوں یا نواسوں کو گھر پہ نماز کی امامت کے لیے بلایا جاتا تھا تو امی ان کی کہنیوں اور ٹخنوں کو چھو کر معلوم کرتیں کہ وضو مکمل ٹھیک طور پہ کیا گیا ہے۔

میرا بھانجا فراز بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا ''نانی! کل میرا امتحان ہے۔ دعا کریں''

انہوں نے جواباً کہا ''ان شاء اللہ میں کروں گی۔ پر امتحان کل کس وقت ہے؟'' بتایا کہ نو سے گیارہ بجے تک۔ فراز بتاتا ہے کہ اگلے دن وہ تو امتحان سے فارغ ہو کر خوشی خوشی اپنے دوستوں سے جوابات کی تصدیق میں مصروف تھا کہ اس کے فون کی گھنٹی بجی۔...... گیارہ بجے کے چند منٹ ہی بعد۔ یہ امی کا فون تھا۔ پوچھ رہی تھیں ''تمہارا امتحان کیسا ہؤا؟ تم نے بتایا ہی نہیں! میں تو تمہارے لیے دعا کر رہی تھی۔'' ہمارے خاندان میں سب جانتے تھے کہ جب بھی کسی نے امی سے دعا کرنے کی درخواست کی، خواہ کسی سفر کے لیے، یا کسی آزمائش کے لئے یا کسی علالت کے لئے، آپ خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں ہوتیں تمام وقت دعا میں مشغول رہتیں۔

1970ء کی بات ہے۔ میرے والد صاحب سے کار کے حادثہ کے نتیجے میں ایک پیدل چلنے والے کو شدید چوٹیں آئیں۔ پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ امی نے ہمیں یہ واقعہ کئی بار سنایا۔ ''میں ایک سادہ عورت تھی جس کا کوئی اثر و رسوخ نہ تھا۔ سو میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئی اور تہجد کے نوافل میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کیں کہ تمہارے والد کو بری کر دے۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ اس حادثہ میں بے قصور تھے۔ پھر جب تہجد کے بعد مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے کسی کو اپنے بستر کی پائنتی کی جانب سفید لباس میں بیٹھا دیکھا۔ جب میں نے حرکت کی تو وہ غائب ہو گیا۔ مجھے یقین ہؤا کہ 'یہ ضرور ایک رحمت کا فرشتہ تھا'۔ اس کے فوراً بعد فجر کا وقت ہؤا اور میرے دل کو طمانیت محسوس ہونے لگی۔ دس بجے سے قبل ہی تمہارے ماموں کا فون ہائی کورٹ سے آیا۔ تمہارے والد کو تمام الزامات سے بری قرار دے دیا گیا تھا!''

1974ء میں پاکستان کے مذہبی سیاسی بحران میں میرے والد کو احمدی ہونے کی وجہ سے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے ایک معمولی مشیر کے طور پہ ملازمت اختیار کر لی جس کی خاطر انہیں مختلف شہروں کے دورے کرنے پڑتے تھے۔ ہم بچے لاہور میں امی اور اپنے دادا جان کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ امی یہ واقعہ بھی ہمیں سنایا کرتی تھیں: ''ایک رات یہ خبر سننے میں آئی کہ ایک شر انگیز گروہ ہمارے گھر پہ حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ تم چاروں بچے مکان کی چھت پر چارپائیوں پر سو رہے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ پاس پنکھا چل رہا تھا۔ تہجد کے دوران میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہاری حفاظت کی الحاح کے ساتھ دعا کی۔ میں کسی مقابلہ کی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے متفکر تھی۔ فجر سے کچھ پہلے میں نے ایک سفید روشنی دیکھی جو سیڑھیوں سے نمودار ہوئی اور چھت تک پھیل

گئی۔اس روشنی نے چھت پر چارپائیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تم سب کی حفاظت فرمائے گا۔'' اور پھر ایسا ہی ہوُا۔نہ اس رات، اور نہ اس کے بعد کبھی کسی نے ہمیں کوئی گزند پہنچائی۔

1990ء میں ہمارے خاندان کا ایک فرد بہت سی مادی، تعلیمی اور ذہنی آزمائشوں سے گذر رہا تھا۔امی اس کے لیے مسلسل تضرع کے ساتھ دعا میں مصروف رہتی تھیں۔ ایک رات وہ باہر آئیں اور ایسے وقت جب باقی افراد کمروں میں تھے انہیں بتایا کہ'' میں نے ایک آواز سنی ہے کہ کامیابی تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے''۔وہ تو اس بات پر ہنس دیا لیکن امی کا اللہ تعالیٰ پر ایمان غیر متزلزل ہی رہا۔آج 25 سال بعد وہ خود حیران ہے کہ یہ کیسی غیر ممکنہ بات تھی جو پوری ہوگئی!

امی کو لوگوں سے محبت تھی۔...... افراد خاندان ہوں یا سسرالی رشتہ دار یا پڑوسی۔امی ایسی خوش مزاج تھیں کہ اگر وہ ایک ریڑھی رٹھیلے والے پھل فروش سے پھل خرید کر رقم ادا کرتیں تو اتنی ہی مدت میں اس پر یہ گمان یقین کی حد تک ہو جاتا کہ یہ اس کے ہمدرد گاہکوں میں سے ہیں۔ایک بار گھر میں کچھ مہمانوں کی چائے کے لئے امی نے مجھے قریبی دوکان سے سموسے، چاٹ اور دہی بڑے وغیرہ منگوانے کے لئے بھیجا۔کسی وجہ سے میں مہمانوں کے پاس نہ بیٹھا۔جب وہ رخصت ہوگئے تو امی نے مجھے ڈانٹ پلائی ''مہمان اعزاز کی بھوک لے کر آتے ہیں، نہ کہ تمہارے کھانے کی۔آئندہ میں یہ نہ دیکھوں کہ تم مہمانوں کے پاس نہیں بیٹھے۔''

1980ء کی بات ہے۔امی صدر لجنہ حلقہ ملتان روڈ کے عہدہ پہ فائز تھیں۔آپ نے خواتین کو نصیحت کی کہ پردہ حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے مطابق کریں۔میری بڑی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ بار بار کی یاددہانی کے باوجود کچھ عورتوں نے توجہ نہ کی تو امی نے ان کے پردہ کے معیار کو بہتر کرنے کی غرض سے برقعے خریدے اور انہیں دیتے ہوئے کہا'' یہ آپ کے لئے تحفہ ہے۔حضور کو اس بات سے انتہائی مسرت ہوگی اگر آپ اسے استعمال کریں۔''

2010ء سے امی اکثر پاکستان سے فون کرکے پوچھتیں ''صدقے کے باکس میں کتنی رقم ہے؟'' ہمارے گھر میں صدقہ باکس ایک غلے کا ڈبہ فریج کے اوپر پڑا رہتا ہے جس میں ہر فرد جس قدر چاہے رقم بغرض صدقہ ڈال دیتا ہے۔میں اور میری اہلیہ فوراً سمجھ جاتے کہ امی یا تو کسی ضرورت مند دلہن کا جہیز یا کسی طالب علم کے تعلیمی اخراجات یا کسی ایسی ہی ضرورت کے انتظام میں مصروف ہیں۔چنانچہ قطع نظر اس کے کہ صدقے کے غلے میں کیا ہے، ہم ہمیشہ پوچھتے'' امی کس قدر رقم درکار ہے؟''

امی ہر وقت ضرورت مندوں کی مدد کو ہمہ تن تیار رہتی تھیں۔ بالعموم یہ لوگ احمدی نہیں ہوتے تھے۔لیکن امی کا محبت بھرا دل کبھی یہ سوال نہ کرتا تھا۔ بلکہ دل کی یہی کیفیت ہوتی کہ'' یہ بھی انسان ہیں اور حاجت مند ہیں۔''

امی کسی دور کے رشتہ دار سے بھی رابطہ کرنے میں پہل کرتی تھیں۔انہیں سب کے ساتھ تعلقات استوار رکھنا بہت پسند تھا اور اس لحاظ سے انہوں نے دنیا میں پھیلے ہوئے تمام عزیز واقارب کو ایک تعلق کے رشتہ میں باندھ رکھا تھا۔وہ ہمیں بھی ہمیشہ یہ یاد دلاتی رہتی تھیں کہ'' جو رشتوں کے تعلقات کو کاٹ دیتے ہیں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے رحم سے بھی کٹ جاتا ہے۔''

امی کی وفات کے بعد میرے ایک کزن نے بذریعہ فون مجھے کہا'' مجھے نہیں خیال کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنے لوگ آپ کی امی کے زیر کفالت تھے۔'' حقیقت یہ ہے کہ امی کو خود بھی یہ بات معلوم نہ تھی۔ کیونکہ جس بات کو بہت سے لوگ 'دوسروں کا خیال رکھنا' کہتے ہیں۔امی اسے 'دوسروں کی خاطر زندہ' رہنا قرار دیتی تھیں۔

مجھے کرکٹ کھیلنے کا شوق تھا۔'' درثمین کی پہلی نظم یاد کرلو تو تم جاسکتے ہو''۔ میں ریاضی میں کمزور تھا۔'' ریاضی میں اچھے نمبر لے لو تو وہ سرخ سائیکل جو تمہیں پسند ہے وہ مل جائے گی''۔لیکن تمام معروضات اتنی آسانی سے قبول نہ ہو جاتی تھیں۔

مجھے پتنگ بازی کا شوق تھا۔امی کو اس سے دلی نفرت تھی۔ میں چھٹی جماعت میں تھا۔بسنت کا دن آیا جو کہ سکول جانے کا دن تھا۔میں نے سکول سے چھٹی کرنا چاہی۔ظاہر ہے امی کی طرف سے اس کا مکمل انکار تھا۔اس صبح میں نے ہر حیل و حجت کر دیکھی لیکن امی پھر بھی مجھے سکول بھیج کر ہی رہیں۔جب میں واپس آیا تو انہوں نے چھت پر پتنگ بازی کی غرض سے کرسیاں بچھا کر کھانے پینے کا بھی انتظام کیا ہوُا تھا تا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل سے لطف اندوز ہوسکوں۔

ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی واضح ہو رہی تھی کہ امی کی صحت پچھلی دہائی سے انحطاط پذیر تھی۔ پہلے تو وہ خود چل پھر لیتی تھیں لیکن 2008ء سے انہیں چھڑی (عصا) کا سہارہ لینے کی ضرورت پیش آنے لگی۔پھر واکر تک نوبت پہنچ گئی۔اس حال میں بھی وہ وضو میں اپنے پاؤں التزام سے دھوتیں جب کہ ہم اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں گر ہی نہ جائیں۔

کمزوریٔ صحت کے باوجود امی نے 1996ء سے اب تک پاکستان سے امریکہ کے کم از کم 15 سفر کئے ۔آپ انٹرنیشنل ائرپورٹ سے پہیوں والی کرسی (Wheelchair) پر بیٹھی پُر مسرت چہرے کے ساتھ اور گود میں ہم سب کے لئے تحائف کے تھیلے رکھے باہر آتیں۔میرے بیٹے کے لئے کرکٹ کا بیٹ تو میرے لئے مختلف کتب، گھر کی خواتین کے لئے خوبصورت لباس اور ہم سب کے لئے لوڈو کا کھیل۔آپ نے میرے تمام بچوں کو لوڈو کا کھیل سکھایا اور اکثر بڑی متانت سے بچوں کو اس کے قواعد وضوابط میں لچک کی اجازت دے دیتیں تا کہ وہ جیت جائیں جس سے خوب ہنسی کا ماحول پیدا ہو جاتا۔

2014ء میں ایک دن کی بات ہے کہ امی نے مجھے ایک کاغذ لانے کو کہا یہ کہہ کر کہ'' میں کچھ آخری خواہشات لکھنا چاہتی ہوں۔'' میں نے یونہی کچھ کاغذ اور قلم پکڑ کے کہا'' اچھا امی میں تیار ہوں''۔ لیکن آپ نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا'' یوں نہیں۔میں یہ چاہتی ہوں کہ تم خوب احتیاط کے ساتھ یہ لکھو جیسے تم راتوں کو جماعت کے لئے مضامین لکھا کرتے ہو۔''

اس وقت تک میری ہمشیرگان کینڈا میں سکونت اختیار کر چکی تھیں، جب کہ میرا بھائی پاکستان ہی میں مقیم تھا۔میں امریکہ میں رہائش پذیر تھا۔ اور امی کو خوف تھا کہ وہ آخری وقت میں کسی کو تکلیف نہ دیں۔اس خوف کو ختم کرنے کی غرض سے امی نے مجھ سے آخری وصیت تحریر کروائی جس میں آن لائن (Online) مدد بھی لی گئی۔ اس وصیت میں مندرجہ ذیل پانچ خواہشات کا اندراج کروایا اور تمام بہن بھائیوں سے اس پر دستخط کروائے۔

1۔اگر میری بیماری اس حالت کو پہنچ جائے کہ کسی قسم کی فعال زندگی کی کوئی توقع باقی نہ رہے، تو میں یہ نہ چاہوں گی کہ مصنوعی طریقوں سے مجھے زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔گویا مصنوعی سانس کی مشین وغیرہ کا اہتمام نہ کیا جائے۔

2۔چونکہ میرے بچے دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور میں سفر کر کے ان کو ملنے جاتی رہتی ہوں، مجھے اسی زمین میں دفنا دیا جائے جہاں میری وفات ہو۔

3۔جب میری وفات ہو تو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق میری تدفین جلد کر دی جائے۔

4۔غیر ممالک سے کسی کو سفر کر کے جنازے میں شرکت کی تکلیف نہ دی جائے۔اور نہ ہی کسی کو ندامت کا احساس دلایا جائے کہ وہ پہنچ نہ پایا۔

(باقی صفحہ 23)

مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب

سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور وفات پا گئے

نہایت افسوسناک کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم ومحترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب مؤرخہ 4 جنوری 2017 کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

آپ خدا کے فضل سے موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ رئیس ڈسکہ حضرت چوہدری نصر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ جماعت احمدیہ قادیان کے پہلے ناظر اعلیٰ تھے، کے پوتے تھے۔ آپ کی دادی جان حضرت حسین بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحابیہ تھیں۔ اور صاحب رویاء خاتون تھیں۔ جن کے متعلق ان کے بڑے بیٹے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب ''میری والدہ'' تحریر فرمائی۔ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب، مکرم چوہدری عبداللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق وزیر خارجہ پاکستان کے بھتیجے اور داماد تھے۔ مکرم چوہدری شکر اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈسکہ آپ کے تایا اور مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ لاہور آپ کے چچا تھے۔ حضرت چوہدری فتح محمد سیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے نانا تھے۔ مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب شہید سابق نائب امیر جماعت لاہور اور مکرم چوہدری منور نصر اللہ صاحب آف ڈسکہ آپ کے چچازاد بھائی تھے۔

مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی طویل خدمت کرنے کی توفیق بخشی۔ جنرل ضیاء الحق کے جبر و استبداد کے دور میں بطور امیر جماعت احمدیہ لاہور آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہء وقت کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کا وقار اور حوصلہ بلند رکھا۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ربوہ سے انگلستان روانگی کے دوران کاروانِ وفا کے اہم رکن تھے۔ آپ نے ربوہ سے لے کر کراچی تک حضرت صاحبؒ کی کار ڈرائیو کی۔ حضرت چوہدری نصر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پوتا ہونے کی وجہ سے جماعت سے لازوال وابستگی اور خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور اطاعت کے عناصر آپ کے لہو میں بدرجہ اتم موجود تھے۔

آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کار ڈرائیو کرنے کا شرف بھی حاصل تھا اور حضورؓ ان کے متعلق کہتے تھے " کہ چوہدری عبداللہ خان کے بیٹے ''پائلیٹ'' ہیں۔

آپ کو خلافت ثانیہ سے لے کر خلافت خامسہ تک تمام خلفاء کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل ہوا اور تمام خلفاء کا اعتماد ہمیشہ آپ کو حاصل رہا۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کے دو بیٹے مکرم چوہدری محمد فضل نصر اللہ خاں صاحب، مکرم چوہدری مصطفےٰ نصر اللہ خاں صاحب اور ایک بیٹی بی بی عائشہ بیگم صاحبہ شامل ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6 جنوری 2017ء کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ میں مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب کے بے شمار اوصاف کریمانہ کا ذکر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

یہاں مقامی طور پر مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مکرم چوہدری صاحب موصوف کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اسی طرح کینیڈا میں نمازوں کے تمام مراکز میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

کینیڈا میں مکرم چوہدری حمید اللہ نصر اللہ خاں صاحب کے بہت سے اعزہ واقارب مقیم ہیں۔

ادارہ اس افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام رشتہ داروں سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر وجمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں

ذات گو نہاں ہوگئی اُس کی
بات پہنچی کہاں کہاں اُس کی

وہ جگرِ گوشئہ مسیحِ زماں
آگئی یاد ناگہاں اُس کی

لاکھ قندونبات کے ٹکڑے
ایک شیریں زباں اُس کی

دینِ احمدؐ کے ان گنت صدمے
اور تنہا بس ایک جاں اُس کی

گلشنِ دین کو کر گئی شاداب
ہم نشیں چشمِ خُو فشاں اُس کی

ہم تو اسلام کے سپاہی ہیں
اور ہم ہیں نشانیاں اُس کی

آج گو ہم میں وہ نہیں موجود
تیر اُس کے ہیں اور کماں اُس کی

دشمنوں سے یہ جا کے کہہ دیجئے
فوج ہے اب رواں دواں اُس کی

شاہ یثربؐ کا بول بالا ہے
اور ہے روح شادماں اُس کی

مختصر سی حیات تھی لیکن
کتنی لمبی ہے داستاں اُس کی

(لیفٹیننٹ جنرل (ر) محمود الحسن ایمن آبادی صاحب)

بقیہ از درثمین میں اردو تلمیحات

"جب زمین اپنے بھونچال سے جنبش دے جائے گی اور زمین اپنا بوجھ نکال پھینکے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے وحی کی ہوگی۔ اس دن لوگ پراگندہ حال نکل کھڑے ہوں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ پس جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو کوئی ذرہ بھر بھی بدی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔"

(سورۃ زلزال 99: 2-9)

دراصل اس شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زلزلوں کی پیش گوئی فرمائی ہے اور نیکوں کو آگاہ اور بدوں کو ان کے انجام سے متنبہ کیا ہے۔

☆☆☆

اس گھڑی شیطاں بھی ہوگا سجدہ کرنے کو کھڑا
دل میں یہ رکھ کر کہ حکم سجدہ ہو پھر ایک بار

(نظم پیش گوئی جنگ عظیم)

اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ البقرہ آیت 35، سورۃ الاعراف آیت 12، سورۃ بنی اسرائیل آیت 63، سورۃ الکہف آیت 51، سورۃ طٰہٰ آیت 117، میں کیا ہے۔ جس میں ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ تمام فرشتوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی ماسوائے شیطان کے یعنی ابلیس کے۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت 35 کا ترجمہ، از ترجمہ قرآن مجید حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ میں اس کا ذکر یوں ہے:

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی خاطر سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ ریز ہوگئے سوائے ابلیس کے، اس نے انکار کیا اور اس نے استکبار سے کام لیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔"

(سورۃ البقرۃ 2: 35)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس شعر میں فرماتے ہیں کہ وہ جنگ عظیم اس قدر ہولناک اور تباہ کن ہوگی کہ شیطان بھی اس سے پناہ مانگے گا اور اس کے دل میں بھی یہ بات آئے گی کہ اگر اب اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دے تو وہ سجدہ کرنے کو آمادہ ہوگا۔

بقیہ از میری امی ۔ نجمہ یونس

میرے سب بچوں نے میری زندگی میں میری بہت خدمت کی ہے۔ ہوائی سفروں کے خطیر اخراجات پہ رقوم ضائع کرنے کی بجائے ان رقوم کو کسی بچی کی شادی یا کسی طالب علم کی تعلیم پہ خرچ کریں۔

5۔ میرے ترکہ کی تمام رقم جماعت کو صدقے کی مد میں دے دی جائے۔

یاد رہے کہ یہ وہ خاتون تھیں جو ہمیں اکثر یہ یاد دلایا کرتی تھیں کہ وہ ہائی سکول کی تعلیم بھی مکمل نہ کر سکیں۔ اس کے باوجود وہ اس قدر سلیم الفطرت واقع ہوئی تھیں۔

10 جون کو امی گھر میں گر گئیں۔ وہ غنودگی کی حالت میں تھیں۔ ان کے لئے ایمبولنس بلائی گئی۔ ہسپتال میں تشخیص کے دوران کئی پیچیدگیاں ظاہر ہوئیں۔ میں کینڈا کے ہسپتال میں 15 جون بروز بدھ کو پہنچا۔ مجھے دیکھ کر امی کے چہرے پر ایک رونق آگئی۔ اُس دن مجھے یہ محسوس ہؤا کہ ماں کے پاس پیار ومحبت کا ایک ایسا گوشہ بھی ہوتا ہے جسے وہ اس وقت بھی کھول سکتی ہے جب وہ خود قریب المرگ ہو۔ اگلے تین دن میں امی نے اوپر بیان کردہ واقعات کئی بار دہرا کر سنائے جب کہ بار بار ان کی سانس پھولنے لگتی تھی۔ انہیں ہمیشہ یہی پسند تھا کہ ان کی معالج ایک خاتون ہی ہوں۔ اور ہسپتال میں ایسا ہی ہؤا کہ ان کے لئے ایک خاتون ڈاکٹر مقرر ہوئی۔ ہر روز جب وہ امی سے پوچھتی کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ امی اسے یہ جواباً کہتیں "کیا آپ کے ہاں کوئی ایسی نرس ہے جو اردو بولتی ہو؟" لیکن افسوس ان کے شعبہ میں ایسی کوئی نرس نہیں تھی۔

17 جون کو امی کی آکسیجن کی ضرورت میں چار گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ چھاتی کا ایکسرے بھی ظاہر کر رہا تھا کہ ان کو سانس دلانے کی مشین کی اشد ضرورت ہے۔ میں نے امی سے پوچھا "کیا آپ اپنے پہلے فیصلے پر نظر ثانی کرنا پسند کریں گی؟" انہوں نے جواب دیا "میں نے ایک طویل عمر پائی ہے۔ اب چند اور دن مصنوعی سانس کے سہارے زندہ رہنے سے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے؟ ایسا مت کرو جس سے میرے آخری دنوں میں پردے کے احترام میں کمی آجائے"۔ انتہائی نگہداشت کے ایک ڈاکٹر نے آپ کی حالت کا جائزہ لے کر آپ کے اس فیصلے کی تائید کی۔ امی کہنے لگیں "کسی وجہ سے میری زبان پر لبیک اللھم لبیک کے الفاظ جاری ہو رہے ہیں"۔ 17 جون کی رات ایک نرس کمرے میں داخل ہوئی اور کہا "السلام علیکم خالہ جان"۔ امی نے اس کی طرف دیکھا اور پنجابی میں پوچھا "تسی اردو بولدے ہو بیٹی؟" (آپ اردو میں بات کر لیتی ہیں بیٹی؟)۔ اس نرس نے جواب دیا "خالہ جی! اردو ہی نہیں، میں تے پنجابی وی بول لینی آں" (خالہ جی! میں اردو ہی نہیں پنجابی بھی بول سکتی ہوں)۔ اللہ تعالیٰ نے امی کی آخری وقت کی خواہش بھی پوری کر دی۔

اگلے روز 18 جون 2016ء بروز ہفتہ شام پانچ بجے امی ایک اطمینان کی حالت میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی سلسلہ نے مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پڑھائی۔ وقت کم ہونے کے باوجود اُن کے اعزہ واقرباء وینکوور، کیلگری، نارتھ کیرولائینا، بالٹی مور، ڈیٹرائٹ، نیویارک، نیوجرسی کے علاوہ اور بھی کئی دور دراز علاقوں سے رمضان کے مہینہ میں سفر کر کے نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لائے۔ 20 جون بروز سوموار ان کی خواہشات کے مطابق ہم نے اپنی یونورسٹی کو کینیڈا کی زمین میں سپرد خاک کر دیا۔

میں نے کبھی غلط حوالہ نہیں دیا

دشمن جانتا ہے کہ وہ سچ سے میرے مقابلہ پر کامیاب نہیں ہوسکتا۔ آخر میں بھی مصنف ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے تصنیف کا کام کرتا آرہا ہوں۔ میں نے 1907ء میں مضمون لکھنے شروع کئے۔ ...

میں نے سینکڑوں تقریریں کی ہیں اور درجنوں اشتہار اور رسالے بھی شائع کئے ہیں۔ کوئی ثابت تو کرے کہ میں نے بھی کبھی کوئی غلط حوالہ دیا ہے۔ میرے کسی حوالہ کو بڑے سے بڑے دشمن کے سامنے بھی رکھ دو پھر دیکھو کیا وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی حوالہ ارادتاً غلط پیش کیا ہے۔

(خطبات محمودؓ۔ جلد 19، صفحہ 162)

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ محترمہ سلطانہ انور صاحبہ

7 جنوری 2017ء کو محترمہ سلطانہ انور صاحبہ بیوہ مکرم ظہور احمد صاحب، ہلٹن 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محترم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مشنری پیل ریجن نے 8 جنوری کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اور اگلے روز 9 جنوری کو برامپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا زاہد احمد عابد صاحب نے دعا کروائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم شاہد احمد منصور صاحب، مکرم کوکب جاوید صاحب، مکرم طاہر مسعود صاحب پاکستان اور دو بیٹیاں محترمہ فرح احمد صاحبہ اوک ول اور محترمہ صالحہ شبنم صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ سعیدہ رفیق صاحبہ

9 جنوری 2017ء کو محترمہ سعیدہ رفیق صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری محمد رفیق ورک صاحب، وان 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 13 جنوری کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کروائی۔

ہر دو مواقع پر کثرت سے احباب نے شمولیت کی۔ مرحومہ کے بھائی مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب جرمنی سے شرکت کے لئے تشریف لائے۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا مکرم اطہر رفیق ورک صاحب، ایک بیٹی محترمہ بشریٰ عطا صاحبہ، ایک بھائی مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب تعلیم الاسلام کالج ربوہ حال جرمنی اور ایک ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مرحومہ کے تمام اعزہ واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

نماز جنازہ غائب

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 6 جنوری 2017ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ فرحت نسیم صاحبہ

2 جنوری 2017ء کو محترمہ فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب لاہور میں 76 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب رچمنڈ ہل کی بھاوج تھیں۔

☆ مکرم علی منور صاحب

2 جنوری 2017ء کو مکرم علی منور صاحب لاہور میں ٹریفک کے حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کی عمر 27 سال تھی۔ ایم بی اے کے طالب علم تھے۔ ابھی غیر شادی شدہ تھے۔

پسماندگان میں والد مکرم چوہدری منور احمد صاحب، والدہ محترمہ شگفتہ منور صاحبہ، ایک بھائی مکرم عدیل منور صاحب، ایک ہمشیرہ محترمہ قرۃ العین بشارت صاحبہ، لندن یو کے یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم، مکرم عبدالنور ناصر صاحب سابق ایڈیشنل جج شعبہ امور عامہ کینیڈا، محترمہ شائستہ منصور صاحبہ اہلیہ مکرم منصور احمد ملک صاحب امریکہ کے بھانجے اور جماعت احمدیہ کینیڈا کے مشہور شاعر مکرم چوہدری عبدالغفور عبدل صاحب مرحوم کے نواسے تھے۔ ان کے اور بھی اعزہ واقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

ادارہ اس دلخراش اور افسوسناک سانحہ کے موقع پر مرحوم کے تمام اعزہ واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ سعیدہ اقبال صاحبہ

18 دسمبر 2016ء کو محترمہ سعیدہ اقبال صاحبہ بیوہ مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب سابق انسپکٹر بیت المال جرمنی میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ آپ مکرم سید اقبال احمد شاہ صاحب عرف ننھا، پیس ولیج کی والدہ اور مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب، پیس ولیج کی بھاوج تھیں۔

☆ مکرم ڈاکٹر مقصود احمد گوندل صاحب

5 جنوری 2017ء کو مکرم ڈاکٹر مقصود احمد گوندل صاحب، کوٹری حیدرآباد سندھ 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ مرحوم مکرم زاہد مبین گوندل صاحب، محترمہ نصرت بیگم صاحبہ، محترمہ امۃ القیوم صاحبہ اور محترمہ کوثر پروین صاحبہ کے بھائی تھے۔ اور مکرم ظفر احمد گوندل صاحب اور مکرم نصیر احمد گوندل صاحب پیس ولیج کے چچازاد بھائی تھے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کے جملہ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

ایک ضروری اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس عاملہ انصاراللہ کینیڈا کے ساتھ مورخہ 29 اکتوبر 2016ء کو ایک میٹنگ میں درج ذیل امور کی ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

1۔ مربیان سلسلہ اور واقفین زندگی کے نام بطور نائب صدر صف دوم اور زعیم انصاراللہ کے پیش ہو سکتے ہیں۔ نیز ان کی تعیناتی بطور عہدیداران انصاراللہ بھی ہو سکتی ہے۔

2۔ اسی طرح قاضی صاحبان کے نام بھی برائے انتخاب بطور نائب صدر صف دوم اور زعیم انصاراللہ کے پیش ہو سکتے ہیں۔ اور ان کی تعیناتی بطور عہدیداران انصاراللہ بھی ہو سکتی ہے۔

شاہد منصور

صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا